بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ
بدر قادیان

جلد ۱۹ | شمارہ ۴۱

The Weekly Badr Qadian

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: خورشید احمد انور

Regd. No. L. 63

چندہ
سالانہ ۱۰ روپے
ششماہی ۵ روپے
ممالک غیر ۳۰ روپے
فی پرچہ ۲۵ پیسے

اخبار احمدیہ

قادیان ۶ر اخاء (اکتوبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متعلق تازہ ترین آمدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضور انور مورخہ ۳۰ر تبوک کو ایبٹ آباد سے ربوہ میں بخیریت واپس تشریف لے آئے الحمد للہ۔

قادیان۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مورخہ ۳ر اخاء کو بوقت تین بجے بعد دوپہر عینۃ کُنڈہ کی آل انڈیا احمدیہ کانفرنس میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب، قائم مقام ناظر بیت المال آمد بھی آپ کے ہمرکاب ہیں۔ نیز مکرم جناب ملک صلاح الدین صاحب۔ وکیل المال تحریک جدید بھی اسی روز علاقہ جنوبی ہند کے مالی دورہ کے لئے تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر ہو آمین۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ بخیریت ہیں البتہ عزیز صاحبزادہ مرزا کلیم احمد کو گزشتہ سات روز بخار کی وجہ سے کمزوری ہو گئی ہے احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کو صحت کاملہ عطا فرمائے اور لمبی عمر دے آمین۔

۶ر شعبان ۱۳۹۰ ہجری | ۸ر اخاء ۱۳۴۹ ہجری شمسی | ۸ر اکتوبر ۱۹۷۰ عیسوی

کشمیر کی جماعت ہائے احمدیہ میں

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان کا تبلیغی و تربیتی دورہ

رپورٹ مرسلہ مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی قادیان!

قسط نمبر (۳)

جماعت احمدیہ شورت کے قیام کے دوران ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ ایک غیر احمدی واعظ مولوی محمد مقبول شاہ صاحب نے ۲۶/۲۷ اگست کی درمیانی رات کو شورت میں ایک جلسہ کیا۔ جس میں جماعت احمدیہ کو بعض مسائل پر مباحثہ کا چیلنج دیا۔ اور شورت کے غیر احمدیوں کو جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال دلایا۔ اور یہاں تک چیلنج دے دیا کہ اگر جماعت احمدیہ یہ ثابت کر دے کہ حضرت عیسیٰؑ فوت ہو گئے ہیں۔ اور ان کی قبر سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔ تو میں پچاس ہزار روپیہ انعام دوں گا۔ غیر احمدی مولوی صاحبان کے ہتھکنڈوں میں سے یہ بھی ایک ہتھکنڈہ ہے۔ خدا جانے انہیں کیوں بنی اسرائیل کے ایک نبی سے جو صرف بنی اسرائیل کی طرف مبعوث ہوا تھا، اتنا زیادہ عشق ہے کہ وہ سردار دو جہاں حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی اسے اعلیٰ و ارفع مقام دیتے ہیں۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کو فوت شدہ اور زیر زمین دفن شدہ تسلیم کرتے ہوئے وہ حضرت عیسیٰؑ کو دو ہزار سال سے آسمان پر زندہ کیوں بٹھائے ہوئے ہیں؟ جبکہ یہ سُنّۃ اللہ کے بھی خلاف ہے اور قرآن پاک کے واضح ارشادات کے بھی۔

بہرحال جب ہمیں ان واعظ صاحب کے چیلنج کی اطلاع ہوئی تو ہم نے جماعت احمدیہ شورت کے صدر مکرم محمد عبد اللہ صاحب کی طرف سے محمد مقبول شاہ صاحب کو چٹھی تحریر کی کہ آپ کا چیلنج منظور ہے۔ آپ نقد پچاس ہزار روپیہ کسی بینک میں جمع کروانے کا انتظام کریں اور اپنے معتبر نمائندے ہمارے پاس بھجوا کر مناظرہ کا مقام اور وقت وغیرہ مقرر کر لیں۔ آپ کی طرف سے روپیہ بنک میں جمع ہونے کی اطلاع پا کر ہم بھی پچاس ہزار روپیہ بنک میں جمع کروا دیں گے۔ اور پھر مناظرہ ہو جائے گا۔ مگر مقبول شاہ صاحب بیچارے تو صرف غیر احمدیوں کو اشتعال دلانے کا کام جانتے تھے۔ انہوں نے خود تو ہماری چٹھی وصول نہ کی (حالانکہ انہی کے نام لکھائی تھی) شورت کے ایک غیر احمدی نے وہ چٹھی وصول کی۔ مگر وہ میدان مناظرہ میں آنے کے لئے تیار نہ ہوئے۔

شورت کی جماعت کے مخلصین کو دنیو مقام کے علاوہ کتی پورہ اور خود شورت میں جلسہ کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کے والہانہ استقبال کی سعادت حاصل ہوئی تھی اور ان سب بھائیوں نے بیحد محبت، عقیدت اور خلوص کا مظاہرہ کیا۔ اور مہمانوں کی تواضع میں بھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔

۲۷ر کو یاڑی پورہ کے لئے روانگی تھی۔ صبح نو بجے کے قریب جماعت شورت نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو اپنی مخلصانہ دعاؤں کے ساتھ رخصت کیا۔ اور آپ یاڑی پورہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ جو شورت سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر ہے۔ قریباً ۲۰ منٹ میں وفد وہاں پہنچ گیا۔ یاڑی پورہ کی جماعت کے مخلصین گاؤں کے کنارے پر سیدنا مسیح موعود علیہ السلام کے قابل احترام پوتے کے استقبال کے لئے قطار باندھے کھڑے تھے۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے کار سے اترتے ہی انہوں نے آپ کو پھولوں کے ہار پہنائے اور پُرجوش اسلامی نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ یاڑی پورہ پہنچتے ہی مسجد احمدیہ یاڑی پورہ کے صحن میں ایک استقبالیہ تقریب منعقد ہوئی۔ جس میں جماعت نے آپ کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا جس میں آپ کی بیش بہا تبلیغی خدمات کے اعتراف کے ساتھ خراج عقیدت پیش کیا۔ مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نے ایک مختصر سی تقریر کی۔ اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک طویل تقریر فرمائی جس میں جماعت احمدیہ یاڑی پورہ کے ایڈریس کا مختصر سا جواب دینے کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بے مثال روحانی مدارج بیان کئے۔ آپ کی تقریر کا ایک ایک لفظ حضور صلعم کے عشق و محبت کا آئینہ دار تھا۔ آپ نے فرمایا احمدیت کے تو قیام کی غرض ہی یہی ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کا صحیح مقام دنیا کے سامنے پیش کیا جائے۔ اور جماعت احمدیہ خدا کے فضل سے اپنی بے مثال قربانیوں کے ذریعہ اسی کا نمونہ اس طرح پیش کر رہی ہے کہ دنیا کے قریباً تمام ممالک میں لاکھوں لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود و سلام بھیجنے والے پیدا ہو چکے ہیں۔ اور یہ سلسلہ بہت تیزی سے جاری ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق تین صدیوں کے اندر اندر دنیا کی اکثریت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی غلامی پر فخر کرنے لگے گی۔ انشاء اللہ۔

یاڑی پورہ کی جماعت خدا کے فضل سے تعداد کے لحاظ سے بھی ایک اچھی جماعت ہے۔ لیکن ایک چیز جو بطور خاص وہاں نظر آئی وہ یہ ہے کہ جماعت کے نوجوان بہت پُرجوش اور مخلص ہیں۔ اور ساتھ ہی تعلیم یافتہ اور مہذب بھی۔ اللہ تعالیٰ انہیں احمدیت کے سچے خادم بننے کی توفیق بخشے۔

۲۸ر کو جمعہ تھا۔ جو مسجد احمدیہ یاڑی پورہ میں پڑھا گیا حضرت صاحبزادہ صاحب نے خطبہ دیا جس میں جماعت کو اشاعت اسلام کے لئے مسلسل قربانیاں کرتے رہنے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے حقیقی عشق پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کے مختلف پہلو بیان کئے۔

اس دورہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب کی یہ کوشش رہی ہے کہ جہاں کہیں کوئی ایک احمدی بھی رہتا ہے وہاں پہنچا جائے تاکہ سب کے ساتھ تعارف بھی ذاتی ہو اور تبلیغی نقطۂ نگاہ سے بھی ان مقامات کا جائزہ لیا جا سکے۔ چنانچہ ۲۹ر کو آپ کار کے ذریعہ یاڑی پورہ کے ارد گرد کے

(باقی بر صفحہ ۱۱ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۸ راخاء ۱۳۴۹ ہش

صدر ناصر اور مشرقِ وسطی کے بعض غیر معمولی حالات

متحدہ عرب جمہوریہ (مصر) کے صدر کرنل جمال عبد الناصر ۲۹ ستمبر کو حرکتِ قلب بند ہونے سے وفات پا گئے۔ یہ خبر ہر جگہ غیر معمولی افسوس کے ساتھ سُنی گئی۔ ہندوستان میں مُلکی سطح پر اظہارِ افسوس کیا گیا۔ پنڈت نہرو کے وقت سے آپ کو ہندوستان کے ساتھ گہری دلچسپی رہی ہے۔ نہ صرف یہ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ مرحوم گزشتہ دو دہائیوں سے زائد عرصہ تک مشرقِ وسطی کی سیاست پر چھائے رہے ہیں۔ اور اس خطّہ کے بدلتے ہوئے حالات نے جس رنگ میں اپنے یہاں اور باقی دُنیا کی سیاسیات پر اثر ڈالا ہے اس سے اخبار بین طبقہ اچھی طرح واقف و آگاہ ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ سیاسی دنیا مرحوم کی شخصیت میں یہ سب حالات مشاہدہ کرتی رہی۔ لیکن اس وقت مذہبی نگاہ نے بھی کرنل ناصر کے ذریعہ ایک اور پہلو سے الٰہی نوشتوں اور خدا کی خاص تقدیر کو غیر معمولی رنگ میں پورا ہوتے دیکھا ہے۔ صدر ناصر کی وفات کے ساتھ چونکہ ان عجیب وغریب واقعات وحالات کا ایک اہم باب ختم ہو کر ایک نئے باب کا آغاز ہونے والا ہے اسلئے اس زمانہ کے سیاسی حالات کے ضمن میں جو پُورے ہو چکے ہیں بعض الٰہی نوشتوں اور اہم تقادیرِ الٰہی کا تذکرہ خاص اہمیّت کا حامل ہے۔ لِتَعِيَهَا أُذُنٌ وَّاعِيَةٌ۔

―――

افقِ سیاست پر کرنل ناصر کے نمودار ہونے سے قبل شاہ فاروق مصر کا مطلق العنان بادشاہ تھا۔ اپنے باپ کی اچانک وفات کے بعد نوعمری میں شاہ فاروق نے جس طرح عنانِ حکومت سنبھالی اور اپنے ابتدائی دَور میں ہر دلعزیزی حاصل کر لی کہ ایک طرف وزیرِ اعظم لبنان نے فاروق کے بارے میں کہا:۔

"صرف مصر کا بادشاہ نہیں ہے وہ تمام عربوں کا بادشاہ ہے۔"

تو دوسری طرف بعض لوگ ترکی خلافت کا افسوسناک خاتمہ دیکھ لینے کے باوجود فاروق کو خلیفۃ المسلمین کی مسند پر بیٹھا دیکھنے کی تمنا کرنے لگے۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ بموجب ارشادِ خداوندی خلیفہ بنانا تو خدا کا کام ہے۔ یہ بندوں کا کام نہیں کہ جسے وہ پسند کریں وہی خلیفۃ المسلمین بن جائے۔ بلکہ اس مسندِ عظیم پر وہی متمکن ہو سکتا ہے جسے ذو العرش خدا منظور کرے۔ چنانچہ ۱۹۵۲ء میں خدا کی تقدیر مصر میں فوجی انقلاب کے رنگ میں اس طرح ظاہر ہوئی، کہ کرنل ناصر نے جنرل نجیب اور کچھ دیگر فوجی افسروں کے ساتھ مل کر شاہ فاروق کی حکومت کا تختہ الٹ دیا۔ اس طرح خلیفۃ المسلمین بننے کی بجائے شاہِ فاروق بے بس ہو کر اٹلی میں جلاوطنی کی زندگی گذارنے پر مجبور ہو گیا۔ اور اسی حالت میں بتاریخ ۱۷ر مارچ ۱۹۶۵ء کو وفات پائی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

―――

قرآن کریم کی سورت رحمان آیات ۲۰ تا ۲۶ میں ایک عظیم الشان پیشگوئی کی گئی ہے جو اس زمانہ میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ دو سمندر قریب بہہ رہے ہیں۔ اگرچہ پیشگوئی کے وقت دونوں کے درمیان روک حائل ہے جس کے سبب وہ ایک دوسرے سے مل نہیں رہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے جب یہ درمیانی روک دور کر دی جائے گی۔ اور دونوں سمندر ایک دوسرے سے مل جائیں گے۔

اگلی آیت میں بتایا کہ مل جانے والے ان دونوں سمندروں کی ظاہری علامت یہ ہے کہ ان دونوں سے مونگے اور موتی نکلتے ہیں ――― اس زمانہ کی دنیا نے دیکھ لیا کہ قرآن کریم کی یہ عظیم القدر پیشگوئی نہرِ سویز کے کھود دیے جانے سے بڑی شان کے ساتھ پوری ہوئی۔ اور بحیرۂ قلزم اور بحیرۂ احمر کو باہم ملا دیا گیا۔ اور بڑے بڑے جہازوں کی آمد ورفت اس کے ذریعہ ہونے لگی۔

قرآن کے [illegible] میں اس آبی شاہراہ کے کھل جانے کی خبر کوئی معمولی نہ تھی۔ بلکہ کئی اہم واقعات جن کا دنیا کی سیاست پر خاص طور پر اثر پڑنے والا تھا۔ وہ اسی آبی شاہراہ کے ساتھ تعلق رکھتے تھے۔ چنانچہ کرنل ناصر کی سیاسی زندگی کا بھی نہرِ سویز کے ساتھ گہرا تعلق رہا ہے۔ بلکہ اس وقت کے پیچیدہ حالات جن اہم نقاط کے گرد گھومتے ہیں، ان میں سے ایک نہرِ سویز بھی ہے۔

کرنل ناصر ۱۹۵۴ء میں جب ملک کے سربراہ بنے اور پھر ۱۹۵۶ء میں نیا آئین نافذ کر کے اسی سال ماہ جولائی میں نہرِ سویز کو قومی ملکیت بنانے کا اعلان کیا تو برطانیہ۔ فرانس اور اسرائیل کی افواج نے مصر پر حملہ کر دیا۔ اس موقعہ پر کرنل ناصر نے بڑی پامردی سے اس کا مقابلہ کیا۔ اور بالآخر اقوامِ متحدہ کے دباؤ سے حملہ آوروں کو اپنی افواج واپس بُلا لینی پڑیں۔ یہ پہلا موقعہ تھا جب مصر کی سرکردگی میں عربوں کو ایک بڑے حملے کا جواب دینا پڑا ――― اس وقت کرنل ناصر کو ایک ہیرو کی پوزیشن حاصل ہو گئی۔

اِس کے بعد دوسرا موقعہ جون ۱۹۶۷ء میں آیا جب اسرائیل نے پہلے نہرِ سویز کے اندر سے اپنے جہاز گزارنے کا ناواجب حق جتایا۔ اور پھر امریکہ کی مدد سے مصر پر حملہ کر دیا۔ اور تین ہی دنوں میں مصری افواج کو صحرائے سینا سے دھکیل کر ایک طرف اپنے ملک کی حدود کو نہرِ سویز کے مشرقی کنارے تک پھیلا دیا تو دوسری طرف عربوں کو ایسی ناقابلِ تلافی ہزیمت اٹھانے پر مجبور کر دیا کہ مشرقِ وسطی میں ان کی ساکھ جاتی رہی ――!!

اس موقعہ پر عربوں کی نسبت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وہ پیشگوئی بڑی صفائی سے پُوری ہوئی جس میں حضور نے خبردار کرتے ہوئے فرمایا تھا:۔

وَيْلٌ لِلْعَرَبِ مِنْ شَرٍّ قَدِ اقْتَرَبَ۔ عربوں کو ایک شدید جنگ سے جو قریب آ گئی ہے سخت نقصان اٹھانا پڑے گا۔ یہ جنگ ان کے لئے ویل ہوگی۔ (ترمذی)

جون ۱۹۶۷ء میں عرب اسرائیل تصادم کی تفصیلات پر نگاہ رکھنے والے واقف کار حلقے بخوبی جانتے ہیں کہ کس طرح غیر متوقع طور پر عربوں کو ناقابلِ تلافی نقصان ہوا تھا۔

اس معرکہ میں عرب افواج کی مشترکہ کمان کرنل ناصر ہی کے ہاتھ میں تھی۔ اسے صدر ناصر کی عدمِ بصیرت کہیئے یا غیر مدبّرانہ اقدام نام رکھئے یا عربوں کے عدمِ اتحاد پر محمول کیجئے۔ بہرحال یہ عربوں کی ایک ایسی شکست تھی جس نے عربوں کی پیٹھ کو ننگا کر دیا۔

اس عبرتناک شکست پر جب کرنل ناصر نے استعفا پیش کیا تو قوم نے آپ ہی کو صدر بنے رہنے پر اصرار کیا۔ اس سے صدر ناصر کی مقبولیت کا کسی قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔ اگر ۱۹۶۷ء میں ہی حالات کا صحیح اندازہ کر کے دُور اندیشی کے طور پر اسرائیل کے بارے میں اس نوع کی بات چیت کر لی جاتی جو اس وقت "مڈل ایسٹ" میں امن وامان قائم کرنے کے سلسلہ میں امریکہ کی تجاویز منظور کر لینے کے رنگ میں ظاہر ہوئی جسنے دیگر عرب ملکوں کو بھی حیران کر دیا، تو بہت ممکن ہے ایک طرف اسرائیل اپنی ہی حدود میں محدود ہو کر رہ جاتا۔ اور دوسری طرف عربوں کو بھی ایسی خطرناک ہزیمت سے دوچار نہ ہونا پڑتا۔ مگر تقدیر کے نوشتوں کو کون ٹال سکتا تھا۔ وہی ہُوا جو ہونا تھا اور خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات پوری ہوئی ――!!

―――

اس جگہ اس بات کا واضح کر دینا بھی ضروری معلوم ہوتا ہے کہ مذکورۃ الصدر انذاری باتیں عربوں کے ابتلائی زمانہ سے تعلق رکھتی ہیں۔ ان پیشخبریوں کے ساتھ ساتھ مشرقِ وسطی میں مسلمانوں کی فتح نمایاں اور یہود کی کامل تباہی کی زبردست پیشگوئیاں بھی ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ جب عربوں پر سے یہ ابتلائی دَور ختم ہو جائے گا، اور خدا کی تقدیر ایک دوسرے رنگ میں ظاہر ہونے والی ہوگی تو حالات خود بخود ایسی کروٹ لے لیں گے کہ مسلمانوں کو ارضِ مقدسہ میں دائمی غلبہ حاصل ہو جائے گا۔ اور کوئی طاقت بھی اس غلبہ کو روک نہ سکے گی۔ ہمارا پختہ ایمان اور پورا یقین ہے کہ یہ وقت ضرور آئے گا۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بتائی ہوئی انذاری باتیں پوری ہو چکی ہیں تو ضرور ہے کہ بشارت پر مشتمل یہ عظیم الشان پیشخبریاں بھی پُوری ہوں۔ اور مشرقِ وسطی کے اندر یہ دُنیا ایک نیا آسمان اور نئی زمین مشاہدہ کرے گی۔ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ

وَمَا ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ بِعَزِيْزٍ ۞

―――

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کا وجود بڑا بابرکت وجود ہے آپ اس وقت کشتئ اسلام کے ناخدا ہیں

ہر مخلص احمدی کا فرض ہے کہ وہ دامنِ خلافت کو مضبوطی سے پکڑے اور اس سے اکتسابِ نور کرے

(محترم جناب مولانا محمد یعقوب خان صاحب سابق ایڈیٹر اخبار "لائٹ")

"میں نے ایسا ایمان افروز اور دِل کو سکون اور ٹھنڈک بخشنے والا خطبہ جمعہ ساری عمر میں آج (۱۴ راگست ۱۹۷۰ء) کو پہلی دفعہ سُنا"

یہ وہ الفاظ ہیں جن کا مَیں نے حضور کا خطبہ جمعہ سُننے کے بعد گھر پر واپسی پر اپنی اہلیہ صاحبہ سے ذکر کیا۔

جمعہ کے خطبے قوم کی روحانی تربیت اور پرورش کے لئے تھے لیکن بدقسمتی سے ان خطبوں میں بھی اب وہ چیز آ گئی ہے جس کو فنکاری یا اداکاری کہتے ہیں۔ اور خطیب قوم کو روحانی غذا دینے کی بجائے زیادہ تر اپنی علمیت اور فنِ خطابت کی نمائش کرتا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہ کی خطابت اور تقاریر کی رُوحانی تاثیر کی اصلی وجہ یہ ہے کہ وہ ہر ایک بناوٹ اور تصنع سے پاک ہوتی ہیں۔ فطرت کی گہرائیوں سے جیسے ایک چشمہ صافی اُبل کر نکلتا ہے۔ اسی طرح حضور کی گفتگو اور تقریریں اپنے بے ساختہ پن اور فطرتیت Naturalness کی وجہ سے قوم کو ایک روحانی غذا مہیا کرتی ہیں۔

مَیں جب جمعہ پڑھنے گیا تو بڑا آزردہ خاطر بھی تھا اس لئے کہ معاصر پیغامِ صلح نے میرے متعلق ایک نہایت دل آزار نوٹ اپنے تازہ پرچے میں شائع کیا تھا۔ جس میں مجھے یہ طعنہ بھی دیا تھا کہ مَیں فالج زدہ ہوں۔ لیکن حضرت صاحب کا خطبہ جمعہ سُننے کے بعد فالج زدگی میں بھی اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے یہ بات سمجھا دی کہ خدا کی طرف سے جو چیز آتی ہے اس پر شکر گزار ہونا چاہیئے۔ یہ وہ دولت ہے جو مجھے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ کی صحبت سے ملتی ہے، نہ کہ وہ سیم و زر کی دولت جس کا طعنہ پیغامِ صلح نے مجھے دیا ہے کہ مَیں اس کے لالچ میں کبھی کبھی حضرت صاحب کی مدح سرائی میں مضامین لکھتا ہوں۔

اِس تجربے کا ذکر بھی مَیں تحدیث بالنعمت کے طور پر کرتا ہوں اور میری دلی خواہش اور دُعا ہے کہ اللہ تعالےٰ ہمارے جماعتِ لاہور کے دوسرے بھائیوں کو بھی اس نعمت سے مالا مال ہونے کی توفیق دے۔ خدا کا شکر ہے کہ اب ایک ایسی رَو چل بھی پڑی ہے کہ اس جماعت کے سمجھدار اور مخلص دوست آہستہ آہستہ اس جماعت میں شمولیت اختیار کرتے جا رہے ہیں۔ حال ہی میں ایک ممتاز انجینئر ملک عبد اللہ صاحب نے بیعتِ خلافت کی سعادت حاصل کی ہے۔ درحقیقت یہی وہ راز ہے جو انسانی تنظیموں اور الٰہی تنظیم جو خلافت کی شکل میں قائم ہوئی ہے، میں فرق پیدا کرتا ہے۔ مَیں نے کہیں پڑھا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے جماعتِ لاہور کے سامنے ان کو ایک تقریر میں یہ راز سمجھانے کی کوشش بھی کی تھی کہ خلافت کوئی انسانی منصوبہ نہیں بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی براہِ راست مشیت سے انسانی فلاح اور بہبود کے لئے قائم ہوتی ہے۔ حضرت موصوف رضؓ نے جو الفاظ استعمال کئے تھے وہ میرے حافظے کے مطابق یہ تھے کہ دیکھو! خلافت کیسری کے سوڈا واٹر کی کوئی دکان نہیں ہے کہ جا کر خرید لو۔ اُس زمانہ میں انار کلی میں کیسری کے سوڈا واٹر کی دکان بڑی مشہور تھی اور پہلے پہر اس پر خریداروں کا بڑا ہجوم رہتا تھا۔

پس حضرت خلیفہ اوّل رضؓ نے ایک نہایت موزوں تخیل سے یہ ذہن نشین کرایا کہ انسانی انجمنوں کی قائم کردہ تنظیمیں انسانوں کی اخلاقی اور رُوحانی تربیت نہیں کر سکتیں۔ اور اسی لئے اللہ تعالےٰ نے خلافت کی تنظیم اپنی براہِ راست مشیت کے ماتحت قائم کی تا کہ بنی نوعِ انسان اس نعمتِ عظمیٰ سے محروم نہ ہو جائیں۔ یہ بڑی محرومی اور بدنصیبی ہے کہ اللہ تعالےٰ کے اپنے ہاتھ کی جلائی ہوئی شمع تو ہمارے اندر موجود ہو اور ہم اس کی طرف آنکھیں بند کرکے بیٹھے رہیں۔

لاہوری جماعت میں مخلص اور سمجھدار لوگ بھی ہیں اُن کیلئے یہ لمحۂ فکریہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کی نصرت دامنِ خلافت سے وابستہ ہے۔ نصرتِ الٰہی کی ایک اور تازہ ترین مثال جسے میں احبابِ لاہور کی توجہ کے لائق سمجھتا ہوں وہ رسالہ الفرقان کا تازہ نمبر ہے جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی عزت و ناموس پر جو بڑے بدنما داغ مخالفین لگاتے تھے ایسے خوش اسلوبی سے صاف کر دیئے ہیں جس کے بعد کسی مخالف سے مخالف کو بھی چون و چرا کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ مَیں یہ کہنے میں اپنے آپ کو بالکل حق بجانب سمجھتا ہوں کہ جماعتِ لاہور کی طرف سے لٹریچر کا جو انبار گزشتہ ساٹھ ستر سال میں شائع ہوا ہے اس تمام لٹریچر میں اس مدافعت کا عشرِ عشیر بھی نہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی عزت و ناموس کی الفرقان کے اس نمبر میں کی گئی ہے۔

سوچنے والی بات یہ ہے کہ الفرقان کے ایڈیٹر کو جو سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ کا ایک معمولی سپاہی ہے یہ توفیق کیسے مل گئی کہ صفِ دشمن کو حجت سے پامال کرکے رکھ دیا۔ یہ توفیق بلاشبہ خلافت کے دامن سے وابستگی کی برکات ہی سے ہے۔ محترم مولانا ابو العطاء صاحب تمام جماعت کے شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے ہمارے روحانی باپ کی عزت کا نہایت خوبصورتی کے ساتھ تحفظ کیا ہے میرا دل چاہتا ہے کہ اس نمبر کو احبابِ لاہور توجہ کے ساتھ مطالعہ کریں اور وہ بھی اس عظیم الشان کارنامے پر فخر اور خوشی محسوس کریں۔

تنسیخِ جہاد اور گورنمنٹ انگریزی کی خیر خواہی، یہ دو نہایت شدید الزامات تھے جنہیں ہمارے مخالف حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے خلاف پیش کرکے عوام کے قلوب کو زہر آلود کرتے تھے۔ مولانا موصوف کے محققانہ مضمون نے جو ان ہر دو الزامات کی تردید میں شائع کیا گیا ہے ان الزامات کو بالکل بے اثر کر دیا ہے، اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کے اس دعوے کا وارث بنایا ہے جہاں آپؑ نے فرمایا ؏

سیفِ دشمن کو کیا ہم نے بحجت پامال

اللہ تعالےٰ ان کے قلم میں اور زور بخشے اور انہیں مامورِ زمانہ کے خلاف ہرزہ سرائی کو مٹانے کیلئے بیش از بیش کوشش کرتے رہنے کی توفیق ملے۔

احبابِ لاہور کیلئے لمحۂ فکریہ یہ ہے کہ شجرِ احمدیت جسے اللہ تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے لگایا تھا اس سے وہ بالکل کٹتے جا رہے ہیں۔ اور اس ناشکری کی وجہ سے جو انہوں نے مامورِ وقت جیسی عظیم الشان نعمت کے استخفاف میں کی ہے اللہ تعالےٰ نے اپنی نصرت کا ہاتھ اُن سے بکلّی کھینچ لیا ہے۔ ان میں سے جو دوست علم و فضل کے دعویدار ہیں ان کے قلم سے بھی گزشتہ ساٹھ ستر سال میں کوئی تحریر اس پایہ کی پیدا نہیں ہو سکی جس سے مامورِ زمانہ کی عزت دنیا میں بحال رہ سکے۔ خدا شاہد ہے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ بنصرہٗ کا وجود بڑا بابرکت ہے۔ اور اس وقت کشتئ اسلام کی ناخدائی کے لئے آپ ہی ایک مؤثر ذریعہ ہیں جس سے یہ کشتی ڈوبنے سے بچ سکتی ہے۔ ہر ایک مخلص احمدی جو احمدیت کو اسلام کا آخری سہارا سمجھتا ہے اس کا یہ فرض ہے کہ وہ خلافت کے دامن کو مضبوطی سے پکڑے اور اس سے اکتسابِ نور کرے اور پھر اس نور کو دنیا میں پھیلائے۔

احبابِ لاہور کو چاہیئے کہ جماعتی تنگ دلی اور تعصب سے بالاتر ہو کر ٹھنڈے دل سے غور کریں کہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کا ہاتھ کس کے ساتھ ہے۔ مجھے اس کی کوئی پرواہ نہیں کہ معاصر عزیز پیغامِ صلح مجھے اپنی زہر چکانی کا مورد بنائے۔ حق بات حق ہے۔ اور اگر ہم نے حق بات کہنی بھی نہیں سیکھی تو اپنے آپ کو احمدی کہنا محض خود فریبی ہے۔ اللہ تعالےٰ سے دُعا ہے کہ میری یہ مخلصانہ معروضات جماعتِ لاہور کے فہمیدہ اور غیر متعصب حضرات کے لئے مشعلِ راہ بن جائیں۔

حقیقت یہ ہے کہ اگر ایسا ادارہ جیسے ووکنگ مسلم مشن ہے خلافت کے زیرِ اہتمام کام کرتا تو اب تک آدھا انگلستان مسلمان ہو گیا ہوتا۔ وہ موقعہ تو خیر ہاتھ سے جاتا رہا۔ اب اللہ تعالیٰ کی مشیت نے یہی پسند فرمایا ہے کہ سفید پرندوں کی بجائے کالے پرندے غول در غول احمدیت میں داخل ہوں۔ اور افریقہ کا نوعمر اور تنومند برّاعظم احمدیت کے جھنڈے کے نیچے جمع ہو جائے۔ اس کے آثار بھی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے حالیہ دورۂ افریقہ کے بعد کھلے طور پر نظر آنے لگے ہیں۔

احبابِ لاہور کو بھی چاہیئے کہ فتحِ افریقہ کی اس مہم میں بھی خلافت کے ہاتھ مضبوط کریں اور اس سعادت میں بھی حصہ دار بنیں۔ یہ وہ دلی تڑپ ہے جو ہمارے دلوں میں ہونی چاہیئے اگر ہم نے واقعی فتحِ اسلام کو اپنے تمام مفادات پر مقدم کیا ہوا ہے۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْن

محمد یعقوب خان
۹ – ۷

آخری قسط

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفرِ مغربی افریقہ کے مختصر کوائف

اِس بابرکت اور تاریخی سفر کا آخری مرحلہ، اجتماعی دعا کے ساتھ سیرالیون سے ہالینڈ کو روانگی

ہالینڈ میں حضور کا پُرتپاک خیر مقدم اور اہم دینی مصروفیات

(از محترم پروفیسر چوہدری محمد علی صاحب ایم۔اے)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ کے سفرِ مغربی افریقہ کی رپورٹیں قبل ازیں قسط وار احباب ملاحظہ فرما چکے ہیں۔ حضور کے اِس بابرکت اور تاریخی سفر کی آخری رپورٹ (محررہ ۱۴رمئی ۱۹۷۰ء) درجِ ذیل کی جاتی ہے۔ (ایڈیٹر)

فری ٹاؤن۔ سیرالیون
۱۴-۵-۷۰

الحمد للہ۔ ثُمّ الحمد للہ۔ کہ آج یعنی ۷۰-۵-۱۴ کو مغربی افریقہ کا تاریخی دَورہ ختم ہونے والا ہے۔

اس سفرِ روحانی کے وسیع تر نتائج تو اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں۔ لیکن یہ ایک امرِ واقعہ ہے۔ اور حاسد کی تیج بین آنکھ بھی اس سے انکار نہیں کر سکتی کہ حضور کا افریقہ میں آنا ایک انقلابِ عظیم کا آنا ہے جس سے روحوں میں ایک ہلچل پیدا ہوتی ہے اور ذہنوں میں ایک حسین اور صحت مند تجسّس اور بیداری۔ جماعتوں میں زندگی کی ایک نئی لہر دوڑ گئی ہے۔

مغرب یا یورپ سے غداجانے اسلام کا سورج کب طلوع ہو۔ لیکن مشرقی افریقہ کے افق پر صبحِ صادق کا اُجالا ہو چکا ہے۔ یہ اب کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں رہی۔ اب ظاہری لحاظ سے بھی احمدیت کے آفاقی اور عالمی خدّ و خال واضح اور نمایاں ہو چکے ہیں۔ ان بدلتے ہوئے حالات میں اور بھی ضروری ہے کہ وَاعتصموا بحبل اللہ جمیعًا کے ارشاد کی روشنی میں ہم خلافتِ حقّہ راشدہ کی برکات کا صحیح تصوّر اپنے دلوں میں اور اپنی نسلوں کے دلوں میں پیدا کریں اور حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ تا اسلام اور احمدیت کی فتحِ مبین کا سورج جب طلوع ہو تو ہمیں بھی اس کی روشنی سے حصّہ ملے۔ اور خدا نخواستہ ہم اندھیروں میں بھٹکتے نہ رہ جائیں۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس دَورے میں جس ترنشد. شاقہ سے کام لیا اس میں حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلّمہا بھی شامل رہیں۔ مستورات سے ملنا، ان کے حالات دریافت کرنا، ان سے ہمدردی اور پیار کا سلوک اپنی جگہ ایک الگ داستان ہے۔ اتنی گرمی اور حبس میں جہاں بھی حضور تشریف لے گئے حضرت بیگم صاحبہ سلّمہا بھی ہمراہ گئیں۔ ہزارہا مستورات اور بچوں سے ملاقات فرمائی۔ مادرانہ محبت اور شفقت سے ان کی خوشیوں اور غموں میں شرکت فرمائی۔ بیماروں کی مزاج پُرسی فرمائی اور احمدی خواتین سے فردًا فردًا مل کر ان کی دلجوئی کی۔ اور ان کے لئے اپنی دعائیں وقف فرمائیں۔

اللہ تعالیٰ سے حضور دُعا ہے کہ وہ اس جوڑے کو صحت اور مسرّت کے ساتھ لمبی عمر عطا فرمائے۔ اور ان کا بابرکت اور مقدس سایہ ہمارے لئے اور سارے بنی نوعِ انسان کے لئے لمبا کر دے۔

فری ٹاؤن

دُعا کے بعد حضور ۷۰-۵-۱۴ صبح ساڑھے نو بجے ایر پورٹ کے لئے روانہ ہوئے۔ روانگی سے قبل تمام سرکاری پہرہ داروں اور نوکروں کو انعام عطا فرمایا۔ مسز کمارا کو تحفہ دیا۔ مسٹر کانٹے Conteh مسٹر ہمو Hamoh مسٹر حسنا ٹورے Hasna Tounay اور مسٹر ابراہیم کانٹے کھانا پکانے اور تقسیم کرنے کی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ اسی طرح مسٹر علی کالی Ali Kali حسن Hasan کانٹے Conteh ٹورے Tureyo نے مختلف کاروں کے ڈرائیور کی حیثیت سے خدمت سرانجام دی۔ سب کی حضور نے دلداری فرمائی۔

روانگی کے وقت مقامی عہدہ داران مخلصین جماعت فری ٹاؤن، باجے بو، اور جورو کے سیکنڈری سکولوں کے اساتذہ اور معززینِ شہر حاضر تھے۔ حضور مع قافلہ و احباب Terry یعنی کشتی کے ذریعہ سمندر پار کر کے پونے گیارہ بجے (صبح) ایر پورٹ پر پہنچے تو پتہ چلا کہ ایک قیمتی کاغذات کا بکس (Brief Case) سامان میں سے غائب ہے۔ جب تلاش کے باوجود نہ ملا تو "لاج" یعنی حضور کی سرکاری قیام گاہ پر فون کیا گیا۔ معلوم ہُوا کہ Brief Case وہیں رہ گیا تھا۔ اس اثناء میں مسز کمارا کو پتہ چل چکا تھا اور وہ اسے لیکر قافلے کے پیچھے پیچھے فوری طور پر بذریعہ ٹیکسی پہلے ہی روانہ ہو چکی تھیں۔ چنانچہ جلد ہی مسز کمارا کی دیانتداری اور مستعدی کے باعث بریف کیس مل گیا اور پریشانی دُور ہوئی۔ الحمد للہ۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ایک معمر احمدی خاتون نے اپنے ہاتھ سے گھاس کی ایک ٹوکری بنا کر اپنی بچی کے ہاتھ بطور تحفہ کے بھجوائی تھی۔ یہ ٹوکری انہوں نے اس امید پر بنائی تھی کہ خود حضور کی خدمت میں پیش کریں گی۔ لیکن ضعیفی اور بیماری کی وجہ سے خود حاضر نہ ہو سکیں۔ اور یہ تحفہ جو بظاہر حقیر لیکن دراصل اخلاص اور محبت کی مُنہ بولتی تصویر تھا اپنی بیٹی کے ذریعہ بھجوایا۔ جسے حضور نے بہت خوشی اور مسرّت کے ساتھ قبول فرمایا۔ یہ ایک عام ٹوکری تھی۔ جسے ہم کوتاہ بین ایک عام ٹوکری ہی سمجھتے رہے۔ ایر پورٹ پر حضور نے تاکید فرمائی کہ یہ ٹوکری سامان کے ساتھ جائے گی۔ لیکن غلط فہمی سے پیغام کی یہ شکل بن گئی کہ ٹوکری ساتھ نہیں جائے گی۔ اور مکرم مستری فضل دین صاحب کو دے دی جائے۔ چنانچہ ٹوکری مکرم مستری صاحب کو دے دی گئی۔

ایر پورٹ کے اندر اور باہر اور وی۔ آئی۔ پی انتظار گاہ میں جہاں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مع حضرت سیدہ بیگم صاحبہ سلّمہا تشریف فرما تھے، احباب اور بہنیں پروانہ وار جمع تھے۔ دل غمگین تھے اور آنکھیں نمناک۔ لیکن روحیں تشکّر کے جذبات سے لبریز کہ حضرت امام المہدی علیہ السلام کے تیسرے جانشین (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کا دیدار نصیب ہُوا۔ سبھی زیرِ لب محوِ دُعا تھے کہ خدا تعالیٰ یہ دن بار بار لائے اور حضور ہر سال بلکہ سال میں کئی کئی بار تشنہ رُوحوں کو شربتِ وصل و لقا پلانے کے لئے اپنے قدومِ میمنت لزوم سے سرزمینِ افریقہ کے رہنے والوں کو شاد کام فرمایا کریں آمین۔ جہاں چہروں پر ایک گونہ اطمینان اور تسلّی کے آثار تھے وہاں اُداسی بھی چھپائے نہ چھپتی تھی۔ مقامی احباب اور عہدیدارانِ جماعت تو ان گھڑیوں کو غنیمت جان کر دل و جان سے محوِ نظارہ تھے۔ اور ہمہ تن گوش حضور کے ایک ایک ارشاد کو حرزِ جان بنا کر روح کی گہرائیوں میں محفوظ کر رہے تھے۔ جذبات کی یہ کیفیت تھی کہ رخصت کا لفظ زبان پر لانے کی تاب نہ تھی۔ حتّٰی کہ مجھ جیسے حقیر نے بھی اگر کسی دوست یا عزیز سے رخصت چاہی تو وہ بے اختیار ہو کر لپٹ گیا اور بچّوں کی طرح بلک بلک کر رونے لگا۔

روانگی سے قبل حضور نے ایر پورٹ کے اندر آتے ہوئے احباب سے فردًا فردًا مصافحہ فرمایا اور ہاتھ اٹھا کر لمبی پُر سوز دُعا فرمائی۔ اور اللہ کا نام لے کر اپنے روحانی بیٹوں اور بیٹیوں کو الوداع کہا۔ اس وقت بارہ پچیس کا عمل تھا۔ اس کے پانچ منٹ بعد جہاز سرزمینِ افریقہ سے ساڑھے بارہ بجے روانہ ہُوا تو حضور نے بے تابانہ جہاز کی کھڑکی میں سے تمام احباب کو ہاتھ ہلا ہلا کر السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ' کہہ کر الوداع کہا ؂

سفر تمام ہُوا اور رُوح باقی ہے
سفینہ چاہیئے اس بحرِ بیکراں کے لئے

جہاز ساڑھے بارہ بعد دوپہر روانہ ہُوا۔ راستے میں لاس پلماس Las Palmas کی ایر پورٹ پر اُترا۔ لاس پلماس ایک صحت افزا مقام ہے اور سپین کا ایک جزیرہ ہے۔ یہاں جب ایر پورٹ پر حضور تشریف لے گئے تو حضور کو پتہ چلا کہ ٹوکری ساتھ نہیں لائی گئی۔ اس پر حضور نے بہت ناراضگی اور سخت تکلیف کا اظہار فرمایا اور فرمایا کہ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ قیمتی تحفے صرف وہی ہوتے ہیں جن کی قیمت سکّوں میں زیادہ ہو۔ میں تو اس محبت اور اخلاص کو دیکھتا

ہوں جس سے ایک بوڑھی احمدی خاتون نے یہ تحفہ پیش کیا۔ فرمایا کہ وہ ٹوکری فوراً واپس منگوائی جائے۔ اس کے بعد بھی جب بھی حضور کو یاد آجاتا، حضور افسوس کا اظہار فرماتے

نو بجے شام جہاز خیریت سے ایمسٹرڈم کی ایر پورٹ پر اُترا۔ ایر پورٹ پر محترم عبد الحکیم اکمل صاحب مشنری انچارج ہالینڈ کے علاوہ مخلصین جماعت بھی حضور کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ محترم امام مشتاق احمد باجوہ مشنری سوئٹزرلینڈ اور محترم امام مسعود احمد جہلمی مشنری انچارج جرمنی اور محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر عالمی عدالتِ انصاف، محترم محمود ربّانی صاحب کونسلر کویت بھی حاضر تھے۔

ایر پورٹ سے حضور سیدھے مشن ہاؤس تشریف لے گئے۔ جہاں حضور نے ایک رات کے لئے قیام فرمایا۔ برادرم سلیم صاحب بھی مشن ہاؤس ہی میں ٹھہرے۔ برادرم مکرم چوہدری ظہور احمد صاحب باجوہ اور عاجز راقم، محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کے ہاں ٹھہرے۔

اگلی صبح یعنی ۱۵/۸ کو حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز ہوٹل میں تشریف لے گئے جہاں حضرت میاں مبارک احمد صاحب پہلے سے مقیم تھے۔

برادرم مکرم سلیم باجوہ صاحب اور اخویم امام مسعود احمد صاحب جہلمی بھی ہوٹل ہی میں ٹھہرے۔

خطبہ جُمعہ

۱۵/۸ (مسجد مبارک، ہیگ)

خطبہ جمعہ جو پونے دو بجے شروع ہوا حضور نے انگریزی اور اُردو میں ارشاد فرمایا۔ اس کا ملخص درج ذیل ہے۔

فرمایا، ایک مہینے سے زائد لمبے سفر کے بعد مَیں بہت تھک چکا ہوں۔ اس لئے لمبا خطبہ نہیں دوں گا۔ البتہ ایک اہم معاملے کی طرف توجہ دلاؤں گا۔ مَیں مغربی افریقہ کے چھ ممالک یعنی نائیجیریا، گھانا، آئیوری کوسٹ، لائبیریا، گیمبیا اور سیرالیون میں گیا۔ آئیوری کوسٹ میں فرانسیسی بولی اور سمجھی جاتی ہے۔ لائبیریا میں امریکن قسم کی انگریزی بولی جاتی ہے۔ ہر ملک کے حالات مختلف ہیں۔ خصائل الگ الگ ہیں۔ ان کے طور طریقے مختلف ہیں۔ انگریزی زبان کے لہجے مختلف ہیں۔ لیکن ان سب میں ایک بات مشترک ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ وہ سب انسان ہیں۔ اِس لئے مَیں نے اُن سب کو مساوات کا پیغام دیا۔ یہ وہی پیغام ہے جو قرآن کریم میں اللہ تعالےٰ نے نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا۔ یعنی جب فرمایا کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ۔ پس اسلام یہ بنیادی اصول سکھلاتا ہے کہ جب سیّد الانبیاء، نبیوں کے سردار صلی اللہ علیہ وسلم بنی نوع انسان میں شامل تھے۔ جب آپؐ سے جونیئر انبیاء ابراہیم، موسیٰ، عیسیٰ علیہ السّلام سب انسان تھے تو باقی انسان بھی انسان ہیں۔ اب وقت ہے کہ دنیا اس سبق کو یاد کرلے کہ کسی انسان کو انسانیت کے حقوق سے محروم نہیں کیا جاسکتا۔ اگر تمام انسان اللہ تعالےٰ کی نظر میں انسان ہیں تو انسان کی نظر میں بھی انہیں انسان تسلیم کیا جانا چاہیئے۔ دُنیا کے مسائل اِس اصل کو نہ سمجھنے کی وجہ سے پیدا ہوتے ہیں۔ انسان نے ہائیڈروجن اور ایٹم بموں سے تباہ کرنا تو سیکھ لیا لیکن پیار کرنا نہ سیکھا۔ نفرت تو کی لیکن محبّت کرنے سے قاصر رہا۔ فرمایا مَیں نے اہلِ افریقہ کو بتایا کہ صدہا سال قبل آپ کے پاس ایک آواز پہنچی۔ جو بظاہر محبّت اور امن کی آواز تھی۔ لیکن اس آواز کے جلو میں اور آوازیں بھی تھیں جو یہ کہہ رہی تھیں کہ ہم ناجائز منافع حاصل کرنے (EXPLOIT) آئے ہیں۔ اسلئے یہ بظاہر امن لیکن بباطن ناجائز منفعت کی آواز کامیاب نہ ہوسکی۔ یہ آواز اسلئے کامیاب نہ ہوسکی۔ کیونکہ اس سے ایک عظیم تر پیغام اللہ تعالےٰ کی طرف سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ آچکا تھا۔ جب آپؐ نے اعلان فرمایا کہ قُلْ اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ تو یہ محض نظریہ نہ تھا۔ آپؐ نے عملاً بھی اسے ثابت کر دکھایا۔ فرمایا سردارانِ مکہ یا افریقن محاورے میں مکّے کے پیراماؤنٹ چیفس کا ایک غلامؓ تھا۔ اُسے آسمانی نور ملا اور اس نے اُسے قبول کرلیا۔ اُسے سخت اذیّتیں دی گئیں۔ پیراماؤنٹ چیفس نے آپ پر دردناک مظالم ڈھانے شروع کردیئے۔ ایک مسلمان بھائی نے آپ کو خرید کر آزاد کردیا۔ اس کے بعد حضور نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ دنیا کی نظروں میں آپؐ اُمّی تھے سکالر نہیں تھے۔ لیکن اللہ تعالےٰ کی محبّت کے خزانوں سے دِل مالا مال تھا۔ اللہ تعالےٰ نے اپنی رحمت سے آپ کو چُنا اور خود آپ کا استاد بن گیا۔ خود آپ کا پروفیسر بن گیا۔ اور اس طرح اللہ تعالےٰ کی یونیورسٹی میں آپ کو تعلیم دی گئی۔ منجملہ معجزات ایک معجزہ آپ کو قرآن کا دیا گیا جس سے کئی معجزے پیدا ہوئے۔ فتحِ مکّہ بھی ایک معجزہ تھا۔ چھ ماہ پہلے کسی کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ مکّہ فتح ہو جائے گا۔ جب مکہ فتح ہوگیا تو نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک جھنڈا بنایا جس کا نام لوائے بلال رضی اللہ تعالےٰ رکھا اور سردارانِ مکّہ سے فرمایا کہ اگر جان کی امان چاہتے ہو تو اسی بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ کے جھنڈے تلے آجاؤ۔ جسے تم حقارت سے دیکھا کرتے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ ثابت فرمایا کہ پیراماؤنٹ چیفس اور بلال رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ میں کوئی فرق نہیں وہ نام نہاد غلام غلام نہیں۔ بلکہ انسانیت کی بلند کرسی پر متمکن ہے۔ فرمایا میں نے یہی پیغام اہلِ افریقہ تک پہنچایا۔ یہ پیغام امن۔ محبت۔ ہمدردی اور مساواتِ انسانی کا پیغام ہے۔ فرمایا مَیں نے جو کچھ دیکھا اور سُنا اس سے ہمارے کندھوں پر ایک عظیم ذمّہ داری آن پڑی ہے۔ ہمیں یہ ثابت کرنا ہے اور عملاً بتانا ہے کہ واقعی ہم انسانی مساوات پر یقین رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے اعمال اور افعال کے ذریعے یہ ثابت کرنا ہے کہ ہم جو کہتے ہیں وہ کرتے بھی ہیں۔ مَیں نے یہ پیغام ان مظلوم قوموں تک پہنچا دیا ہے۔ اس سے ہماری ذمّہ داری بہت بڑھ گئی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے مجھے بتایا ہے کہ اگر ہم یہ ذمّہ داری ادا کردیں تو اسلام کے غلبہ کا دن بہت قریب آجائے گا۔ اور پندرہ سے بائیس سال کے عرصہ میں اسلام کے حق میں ایک عظیم انقلاب رُونما ہوگا۔ اور اگر یہ مظلوم افریقن اپنا فرض ادا کردیں۔ اور ہم اپنا فرض ادا کرنے سے قاصر رہیں۔ تو دنیا کے رہبر وہ ہونگے اللہ تعالےٰ کی رحمت پر کسی کی اجارہ داری نہیں۔ محض مسلمان کے گھر پیدا ہونا کوئی چنداں فائدے کی بات نہیں اللہ تعالےٰ ہم سب سے مطالبہ کرتا ہے کہ ہم اپنی ذمہ داریاں پہچانیں اور ان کی ادائیگی کی کوشش کریں۔

فرمایا:- اب جبکہ مَیں ان علاقوں سے ہو کر آیا ہوں تو مجھے ان کی نہیں۔ آپ کی فکر ہے۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے وہاں امید کا چاند روشن ہوا ہے۔ اور وہاں کے رہنے والوں نے اپنے افق پر اُسے طلوع ہوتے ہوئے دیکھ لیا ہے۔ لیکن یہ ابھی پہلی رات کا چاند ہے اور ایک کمان کی طرح ہے۔ مسیح موعود علیہ السّلام نے بدر ہونے کا دعوےٰ فرمایا ہے۔ اس لئے ہمیں دُعا کرنی چاہیئے کہ یہ پہلی کا چاند جلد تر چودھویں کا چاند بن کر ارضِ افریقہ کے در و دیوار کو منوّر کردے۔ بیشک ہم یورپ میں بھی تبلیغ کر رہے ہیں۔ لیکن یہ لوگ اپنے تن کے دھندوں میں منہمک ہیں اور الحاد اور مادّیت کی عینک چڑھائے اپنی اخلاقی و روحانی ذمّہ داریاں ادا کرنے سے ہچکچا رہے ہیں۔ میری دُعا ہے کہ یہ بھی خالق کو پہچان لیں۔ اور اُس تباہی سے اپنے آپ کو بچا لیں جس کی طرف وہ اپنے اعمال کی وجہ سے کھنچے چلے جا رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اب نہ کوئی عجمی ہے۔ نہ عربی۔ سب یکساں ہیں۔ آیئے ہم ان تمام قوموں کے دل جیتیں۔ اگر ہم کوشش بھی کریں اور دعائیں کرتے رہیں۔ تو انشاء اللہ ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ وہ لوگ اسلام کے اُس نُور کو قبول کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں۔ جس کو حضرت امام المہدی علیہ السّلام دوبارہ دنیا میں لائے۔

فرمایا مَیں نے کچھ منصوبے تیار کئے ہیں جن کے ماتحت افریقہ میں درجنوں نئے سکول اور ہیلتھ سنٹر وغیرہ کھولے جائیں گے۔ ایک لاکھ پونڈ کی ایک سکیم اور ہے۔ اگرچہ یہاں (یورپ) کے لحاظ سے یہ رقم کچھ بھی نہیں۔ لیکن مجھے اللہ تعالےٰ پر یقین اور بھروسا ہے۔ کہ وہ ضرور میری مدد فرمائے گا۔ اگر ہم مالی قربانی دیں اور رضاکارانہ طور پر خدمت بھی کریں۔ اور ساتھ ساتھ دُعا بھی کرتے رہیں۔ تو شاید جلد ہی بلکہ ممکن ہے کہ دس سال کے اندر اندر ہی وہاں کی غالب اکثریت کے دل جیت لیں۔ وہ اس انعام کے مستحق ہیں اور یہ ذمہ داری ہماری ہے۔ اللہ تعالےٰ ہمیں ہماری ذمہ داریاں پہچاننے کی توفیق دے۔ آمین۔

خطبہ جمعہ دو بج کر پانچ منٹ پر ختم ہُوا۔ حضور نے عصر کی نماز بھی جمعہ کے بعد پڑھائی۔ اس کے بعد تمام احباب سے مصافحہ فرمایا۔ حاضرین میں امام عبدالحکیم اکمل صاحب اور مولانا صلاح الدین صاحب کے علاوہ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب، حکیم عبدالعزیز حمزہ بخش صاحب۔ محترم ہادیکا ریحان پبلک پراسی کیوٹر انڈونیشیا مسٹر امیر باؤنز Amir Bonwens ہمارے ڈچ بھائی جو میڈن سے آئے۔ عبدالعزیز فرہاخن Abdul Aziz Varhagan جن کے والد احمدی نہیں ہیں۔ دو سو کیلومیٹر سے آئے۔ W. A Soffner باڈ نیر (جرمن) مسٹر صادق ہمارے ڈچ احمدی بھائی جن کی بیگم ابھی عیسائی ہیں۔ لیکن مسجد میں مہمان نوازی کے فرائض سرانجام دے رہی تھیں شامل تھے۔ انڈونیشین مسلمانوں کے

امام مسجد ... خاص طور پر حضور کی خدمت میں زیارت کے لئے حاضر ہوئے اسی طرح کوپن ہاگن سے عزیز جمیل اولڈ بوائے تعلیم الاسلام کالج ربوہ اور عبد الباری ... بھی حضور کی ملاقات کے لئے حاضر ہوئے۔ اور حضور کے قیام ہالینڈ کے دوران موجود رہے۔ مشن ہاؤس میں جو مسجد کے ساتھ ہی ہے موحّد عیسائیوں کا ایک وفد جس میں مرد اور عورتیں سبھی شامل تھے۔ سلام کے لئے حاضر ہوا۔ حضور نے ان سے بہت پیار سے مختلف سوالات پوچھے۔ اور فرمایا کہ Unitarians یعنی موحّد عیسائیوں کا ایک وفد نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ جب ان کی عبادت کا وقت آیا تو حضور نے اُن سے ارشاد فرمایا کہ وہ اپنے طریق کے مطابق مسجد ہی میں عبادت کریں۔ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح علیہ السلام کی وفات کا ذکر فرماتے ہوئے تفصیل سے بتایا کہ آپ کے کفن پر جو تحقیقات ہوئی ہے اس سے ثابت ہو گیا ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام صلیب سے اتارے جانے کے بعد زندہ تھے۔ حضور سے وفد کے قائد نے عرض کیا۔ آپ اتنی اچھی انگریزی بولتے ہیں۔ کہاں سے سیکھی ہے حضور نے فرمایا کہ میں آکسفورڈ میں پڑھتا رہا ہوں۔ حضور نے فرمایا کہ آپ Reformist یعنی اصلاحی چرچ کے ممبر ہیں۔ ڈنمارک میں بھی ایک ایسی اصلاحی تحریک پیدا ہوئی۔ وہ پوپ کی حاکمیت کو نہیں مانتے۔ ان کی مجلس عاملہ Committee of equals کہ یعنی ہم مرتبہ لوگوں کی کمیٹی کہلاتی ہے۔ صدر کو صدر نہیں کہتے بلکہ ... از ہم مرتبہ اصحاب کہتے ہیں۔

کوپن ہاگن کی مسجد کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ۱۹۶۷ء میں میں نے مسجد کا افتتاح کیا تو میں نے اعلان کر دیا کہ مسجد کے دروازے ہر ایک شخص پر کھلے ہیں، جو خدائے واحد کی پرستش کرنا چاہتا ہو۔ اسی دن سے آج تک ہزاروں غیر مسلم مسجد میں نماز ادا کر چکے ہیں۔ جب ہم عبادت کرتے ہیں تو وہ ہمارے ساتھ شامل ہو جاتے ہیں۔ حضور نے ایک کتاب منگوائی اور بتایا کہ پوپ کا تازہ ترین موقف یہ ہے کہ اگر مسیح (علیہ السلام) نے صلیب پر ... نہیں پائی ... تو بھی عیسائیت ... کا چنداں اثر نہیں پڑتا۔ ... نمائندے نے عرض کی کہ اسلام کے یہ عقائد تو ہمارے عقائد کے بالکل

مشابہ ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ موحّد عیسائی اسلام کے بہت قریب ہیں۔ فرمایا: مذہب تو دِل کا معاملہ ہے۔ دل سختی سے نہیں بدلے جا سکتے۔ فرمایا انسان گھوڑا نہیں۔ انسان ہے۔ اور اللہ تعالےٰ سے زندہ تعلق قائم کر سکتا ہے۔ فرمایا:- احمدیوں میں ہزاروں ایسے لوگ موجود ہیں جن کا زندہ تعلق اللہ تعالےٰ سے قائم ہے۔ مسکرا کر فرمایا کہ چونکہ اس وفد میں مستورات کی تعداد زیادہ ہے اسلئے میں ایک احمدی خاتون کی مثال دوں گا۔ چنانچہ حضور نے ایک احمدی خاتون کا ذکر فرمایا۔ جسے پاکستان اور بھارت کی جنگ کے دَوران اللہ تعالےٰ نے ایک رات میں تین مرتبہ بشارت سے نوازا۔ اس سارے عرصے میں وفد کے ممبر نہایت ادب سے حضور کے ارشادات سُنتے رہے۔ رخصت کے وقت حضور نے تمام مَردوں سے مصافحہ فرمایا۔ جاتے وقت وفد کے قائد نے حضور کی شخصیت اور حضور کے نُورانی چہرے کی کشش کا خاص طور پر ذکر کیا۔ قرآن کریم کا ایک نسخہ مع ڈچ ترجمہ انہیں دیا گیا۔

شام کا کھانا محترم محمود ربّانی صاحب کونسلر کویت کی طرف سے دیا گیا۔ کھانا عربی اور یورپین طریق سے پکایا گیا تھا۔ اس میں اراکینِ قافلہ کے علاوہ امام عبد الحکیم اکمل صاحب۔ نائب امام مولانا صلاح الدین صاحب۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اور مقامی احباب نے شرکت فرمائی۔

۱۶ر مئی ۱۹۷۰ء

ہالینڈ کے مشہور پھول TULIP جس کے مختلف رنگوں کے باغات تاریخ اور لٹریچر میں مشہور ہیں اور ایک کتاب Black Tulip یعنی سیاہ پھول بھی ہے جس میں ملک کی سماجی اور سیاسی قدریں صرف ایک پھول کے گرد گھومتی ہیں۔ آج حضور مع خدام ان پھولوں کے باغات کی سَیر کے لئے تشریف لے گئے عاجز راقم اس تفصیل کے لئے عزیزم محترم مسعود احمد جہلمی امام جرمنی کا ممنون ہے جو انہوں نے خاکسار کی درخواست پر مہیا فرمائی۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضور Tulip کے ایک باغ کے قریب کھڑے ہو کر

تصویر

لینے لگے تو ارد گرد کے گھروں کے بہت سے بچّے جمع ہو گئے۔ ایک بچی نے حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو Tulip کے پھول پیش کئے۔

دوپہر کا کھانا حضور نے ایک ریسٹوران میں تناول فرمایا۔ کھانے کے بعد حضور ہالینڈ کی ایک مشہور بستی MARKEN میں تشریف لے گئے۔ یہ بستی اپنی قدیم روایات مخصوص لباس اور پُرانی طرز کی عمارات کی وجہ سے ساری دنیا میں مشہور ہے۔

دراصل یہ ایک جزیرہ نما ہے جس کا کُل رقبہ ۷۵۰ ایکڑ ہے۔ کل آبادی ۱۶۰۰ نفوس پر مشتمل ہے۔ سنہ ۱۲۰۰ء میں یہ بستی مچھیروں کا مسکن تھی۔ جہاں کار اور کشتی دونوں ذریعوں سے پہنچ سکتے ہیں۔ اِس جزیرے میں حضور ۳۵ پینتیس سال قبل تشریف لاتے تھے۔ جب حضور آکسفورڈ یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کر رہے تھے۔ ان دنوں ہالینڈ کی سَیر کے دَوران ایک دفعہ ایک مشہور خاندان سے تعارف بھی ہُوا تھا۔ حضور جب اس جگہ پہنچے تو ایک خاتون سے جو اپنے مکان کے سامنے بیٹھی تھی دریافت فرمایا کہ کیا آپ ہی وہ خاتون ہیں جس کو میں ۳۵ سال قبل ملا تھا۔ نشانی کے طور پر حضور نے بتایا کہ اس خاتون کے سات بچّے تھے۔ اس پر اس نے بلا تامّل جواب دیا کہ وہ میری بہن تھی۔ اس تعارف کے بعد وہ پھولی نہیں سماتی تھی۔ اس نے حضور کو اور حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کو اپنے ہمراہ لے جا کر اپنا گھر دکھلایا۔ اس مکان کی وضع قطع اب بھی سینکڑوں سال پُرانی ہے۔ بستر ایک الماری کی طرز کا ہے۔ جس میں داخل ہونے کے لئے ایک سیڑھی پر سے اُوپر جانا پڑتا ہے۔ حضرت بیگم صاحبہ کو اس نے اپنے گھر کی تمام اشیاء دکھائیں۔ ایک دیوار گیر گھڑی بھی تھی جو نپولین بونا پارٹ کے زمانے کی تھی۔ ایک الماری بارھویں صدی کی یادگار تھی۔ یہ خاتون انگریزی، جرمن، فرانسیسی زبانیں بڑی روانی سے بول لیتی تھی۔ یہ ہالینڈ کی مشہور خاتون ہے اور ریڈیو اور ٹیلیویژن پر اکثر آتی رہتی ہے۔ اُسے جب علم ہُوا کہ حضور اب جماعتِ احمدیہ کے امام اور خلیفۃ المسیح الثالث ہیں۔ تو بے حد خوش ہوئی۔ اور درخواست کی کہ حضور دوبارہ تشریف لائیں۔

حضور کی طبیعت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی۔ مغربی افریقہ کے لمبے اور مسلسل دَورے کے بعد حضور تھک گئے تھے۔ اور حضور کو آرام کا بالکل موقع نہیں ملا تھا۔ آج پہلا دن تھا کہ حضور تفریح کے لئے تشریف لے گئے۔ حضور اپنے ہمراہیوں کے ساتھ جس طرف جاتے لوگ ہاتھ ہلا ہلا کر خوشی کا اظہار کرتے۔ تھے۔ حضور کے ہمراہ محترم عبد الحکیم صاحب اکمل امام ہالینڈ، محترم چوہدری مشتاق احمد صاحب باجوہ امام سوئٹزرلینڈ۔ محترم مسعود احمد صاحب جہلمی امام جرمنی۔ عبد العزیز جمن بخش صاحب آف سوری نام۔ اور ہادی امان صاحب آف انڈونیشیا بھی تھے۔ حضور اس روز صبح گیارہ بجے تشریف لے گئے اور چھ بجے شام واپس تشریف لائے۔

یہ بات درج ہونے سے رہ گئی کہ ۱۵ ؁ بروز جمعہ حضور ایدہ اللہ تعالےٰ مع حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالےٰ اور حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب و دیگر افرادِ قافلہ پیس پیلس Peace Palace قصرِ امن عالمی عدالتِ انصاف کی عمارت دیکھنے کے لئے تشریف لے گئے۔ عاجز راقم بوجوہ نہ جا سکا۔ محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے جو عالمی عدالت کے صدر ہیں، چائے کی دعوت بھی قصرِ امن ہی میں دی ہوئی تھی۔ مندرجہ ذیل جج صاحبان و متعلقہ افسرانِ عدالت نے حضور کی زیارت کا شرف حاصل کیا۔

محترم چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب صدر عالمی عدالت انصاف۔
جسٹس Lacks لاخ از پولینڈ۔
جسٹس Onycama اونی کاما از نائیجیریا۔
جسٹس Morozov موروزف از U.S.S.R.
جسٹس Arechaga ارے کاگا آف Urugnary
رجسٹرار ڈاکٹر الیقو ارون Dr. Aquarone
ڈپٹی رجسٹرار مسٹر ٹایٹ Mr. Tait
پرائیویٹ سیکرٹری مسز فال برخت Mrs. Vollrecht
جو حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ کی خدمت میں حاضر رہیں۔

۱۶ ؁ کی شب حضور کی دعوت ایک سفارت خانے کی طرف سے تھی جس پر حضور مع اراکینِ قافلہ تشریف لے گئے۔

حضور ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہٖ العزیز کی صحت اللہ تعالےٰ کے فضل سے اچھی رہی الحمد للہ۔ حضرت سیّدہ بیگم صاحبہ سلّمہا اللہ تعالےٰ بھی اللہ تعالےٰ کے فضل سے خیریت سے ہیں۔ حضور کا محبت بھرا سلام تمام احباب اور بہنوں کو پہنچا دیں۔

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے بابرکت سفرِ کشمیر کے

چند شیریں ثمرات

از مکرم محمد عبد اللہ صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ شورت (کشمیر)

للہ الحمد کہ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ کے ورودِ مسعود کے ساتھ جماعت ہائے احمدیہ کشمیر کی دیرینہ آرزوئیں اور تمنائیں اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ پوری ہوئیں۔ ایک طرف شمعِ احمدیت کے پروانے اپنے قابلِ احترام محبوب کی تشریف آوری پر احساسِ مسرت و شادمانی سے سرشار تھے تو دوسری طرف اعداءِ صداقت بھی اپنی کوتاہ اندیشی کی وجہ سے مضطرب و پریشان نظر آتے تھے۔

۲۳ راگست کو بمقام شورت جلسۂ عام کا انعقاد عمل میں لایا گیا جس میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے ایک بصیرت افروز خطاب فرمایا۔ مجمع میں غیر احمدیوں کی اکثریت تھی۔ کچھ شرارت پسند عناصر نے جب اس بات کا اندازہ کیا کہ سنجیدہ لوگوں پر اس بصیرت افروز تقریر کا خوشکن اثر پڑ رہا ہے تو انہوں نے دوسرے روز اپنی مسجد میں ایک جلسہ منعقد کیا جس میں میر واعظ مولوی مقبول شاہ صاحب کو تقریر کرنے کی دعوت دی گئی۔ مولانا صاحب نے احمدیت کے متعلق اوچھے ہتھیار استعمال کرتے ہوتے یہ ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہٖ العنصری آسمان پر زندہ موجود ہیں۔ انہوں نے بطور چیلنج یہ کہا کہ اگر کوئی شخص حدیث و قرآن سے مماتِ عیسیٰ ثابت کر دے تو میں مبلغ پچاس ہزار روپیہ اس کو بطور انعام دوں گا۔ اس پر ہماری طرف سے مولوی صاحب موصوف کو کہا گیا کہ اگر آپ حدیث و قرآن سے حیاتِ عیسیٰ ثابت کر دیں گے تو ہم آپ کو مبلغ بیس ہزار روپے بطور انعام دینے کو تیار ہیں۔ آپ اگر چاہیں تو اس موضوع پر مناظرہ کر لیں۔ جب مولوی صاحب اس پر آمادہ نظر نہ آتے تو ہماری طرف سے ایک تحریری چٹھی جس میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج کا ذکر ہے ان کے پاس بھیج دی گئی۔ اور فوراً جواب لکھنے کو کہا گیا۔ جب مولوی صاحب موصوف نے تحریری جواب دینے سے بھی گریز کیا تو خاکسار نے ایک اور چٹھی تحریر کی کہ وہ اپنے چیلنج کی تحریر دیں اور بتائیں کہ آیا وہ مناظرے کے لئے تیار ہیں۔ اگر ہیں تو شرائطِ مناظرہ طے کرنے کے لئے آپ خود آئیں یا اپنی طرف سے کوئی نمائندہ بھیج دیں۔ مگر افسوس کہ حزبِ مخالف کی طرف سے بجز خاموشی کے اس کا کوئی جواب موصول نہ ہوا۔ موصوف کی اس خاموشی کے پیشِ نظر مکرم مولوی حمید الدین صاحب رکن تبلیغی وفد اور مکرم مولوی عبد الرحیم صاحب مقامی مبلغ کی طرف سے اس مضمون کا اشتہار گاؤں بھر میں لگا دیا گیا کہ بستی لوگ مولوی صاحب موصوف کو مناظرہ کے لئے تیار کریں۔ یہ دیکھتے ہی مولوی صاحب، مذکور شورت کے گاؤں سے چلے گئے۔ اور اپنے مریدوں سے کہہ گئے کہ میں واپسی پر ان کے ساتھ مناظرہ کروں گا۔ مگر جب وہ واپس نہ آئے تو غیر احمدی لوگوں میں ایک ہیجان کی سی صورت پیدا ہو گئی۔ اور وہ مولوی صاحب کی بجائے کولگام سے ایک اور معتبر آدمی مسٹر غلام نبی نایک کو شورت لے آتے۔ جنہوں نے مناظرہ کرنے کی بجائے خود غیر احمدیوں پر ہی خفگی کا اظہار کیا اور کہا کہ آپ لوگوں کو حضرت میاں صاحب کی موجودگی میں یہاں جلسہ نہ کرنا چاہیئے تھا۔

خدا کے فضل سے اس مخالفت کے نتیجہ میں ہمیں کامیابی عطا ہوئی۔ اس وقت تک بارہ افراد حلقہ بگوشِ احمدیت ہو چکے ہیں۔ اللّٰھم زد فزد ——— مجھے میرے آفیسر صاحب نے تاکید کی تھی کہ جب حضرت میاں صاحب آپ کے گاؤں میں تشریف لائیں تو مجھے اُن سے ضرور ملائیں۔ اس حکم کی تعمیل میں جب خاکسار نے حضرت میاں صاحب سے عرض کیا تو آپ نے ازراہِ شفقت موصوف کو ملاقات کا وقت عطا فرمایا جس پر آفیسر مذکور بہت خوش ہوئے اور بہت اچھا اثر قبول کیا۔

اگلے روز بمقام آسنور سیرۃ النبی صلعم کا جلسہ حضرت میاں صاحب کی صدارت میں منعقد ہونے والا تھا۔ میں اور آفیسر صاحب مذکور اور ان کی بیگم صاحبہ جلسہ میں شرکت کی غرض سے بوقتِ صبح آسنور کے لئے کسی سواری کا انتظار کر رہے تھے جبکہ دوپہر تک کسی سواری کے ملنے کا امکان نہ تھا۔ آفیسر مذکور نے ٹیکسی کا انتظام کرنے کو کہا کہ اسی دوران کسی کار کے ہارن کی آواز سنائی دی۔ کیا دیکھتے ہیں کہ ایک دوسرے آفیسر یہ پوچھ رہے ہیں کہ اگر ادھر بل جانا ہو تو میرے ساتھ چلو۔ ہم بخوشی ان کے ساتھ ہو لئے۔ اسی اثناء میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ آفیسر صاحب مذکور احمدیت سے متاثر ہیں تو مولوی مقبول شاہ نے جامع مسجد کولگام میں ان کے خلاف ایک تقریر کی دوسرے روز دو تین مولوی صاحبان ان کے گھر آئے اور سمجھانے لگے کہ آپ احمدیوں کے ہاں نہ جایا کریں۔ اس پر میری موجودگی میں ہی آفیسر صاحب نے اُن سے کہا کہ میں نے اپنی آنکھوں سے اس جماعت کا ایک عرصہ سے مطالعہ کیا ہے۔ آپ لوگ اپنے نفس کے غلام ہیں جبکہ یہ لوگ اسلام کی خدمت کر رہے ہیں۔ اسی اثناء میں ایک صاحب ریش بزرگ مجلس میں آ گئے۔ اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا فارسی منظوم کلام نہایت خوش الحانی سے پڑھنا شروع کر دیا۔ مولوی صاحبان پر ان اشعار کا کچھ ایسا اثر ہوا کہ انہوں نے مجلس سے اٹھ جانے میں ہی خیر سمجھی۔ مذکورہ بزرگ اہلِ سنت والجماعت سے تعلق رکھتے ہیں مگر دُرِّثمین کے اکثر اشعار اُن کے وردِ زبان ہیں۔ میرے خیال میں یہ صاحب تبلیغ نہ پہنچنے کی وجہ سے ابھی پیچھے ہیں۔ محترم موصوف نے آفیسر صاحب سے اس بات کا شکوہ کیا کہ حضرت میاں صاحب کو مدعو کر کے مجھے بلایا نہ گیا۔ میں بھی ان سے شرفِ ملاقات حاصل کرتا۔

خاکسار یہ رپورٹ مرتب کر رہا تھا کہ آفیسر صاحب سے ملاقات ہو گئی۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ میں نے ایک خواب دیکھی ہے اور خواب میں بمقام قادیان حضرت رسولِ پاک صلعم اور حضرت عثمان رضؓ ذوالنورین کو دیکھا ہے۔ موصوف اس خواب کو بیان کرتے ہوئے بہت خوش نظر آ رہے تھے۔ میں نے اُن کو مبارکباد پیش کی۔

ایک اور بات جو میں عرض کرنا بھول گیا یہ ہے کہ ایک دفعہ موصوف نے مجھے کہا کہ چلو ہم حضرت میاں صاحب سے یاری پورہ میں ملاقات کریں گے۔ میں نے کہا اس وقت دیر ہو گئی ہے۔ سواری کا کوئی انتظام نہیں ہو سکے گا۔ تو انہوں نے کہا تانگے والا آدون جادون لے جائے گا۔ یہی ارادہ کر کے ہم دونوں چل پڑے۔ مغرب کی نماز تریب تھی سات میل دُور جانا تھا۔ سڑک پر جونہی پہونچے تو اسی وقت ایک کار والا بھی سڑک پر نمودار ہو گیا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ وہ کار اسلام آباد جا رہی ہے۔ ہم نے جب اپنا مدعا بیان کیا تو کار والا بول اٹھا چلئے بیٹھئے میں آپ کو یاڑی پورہ چھوڑ کر اسلام آباد چلا جاؤں گا۔ اس پر انہوں نے مجھ سے کہا دیکھتے ہو خدا تعالےٰ کیسے سامان پیدا کرتا ہے۔

الحمد للہ کہ کل ہی یہاں ایک غیر احمدی نوجوان نے بیعت کی ہے۔ نمازِ مغرب کے بعد جب اُس نے بیعت فارم پر کیا تو خاکسار نے شرائطِ بیعت اور دیگر ضروری ہدایات اُس کو پڑھ کر سُنائیں۔ اور اس کی استقامت کے لئے دعا بھی کروائی۔ یہ نوجوان صبح جب مسجد میں سب سے پہلے پہنچا تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات کو ہی ایک خواب دیکھا ہے جس کا مفہوم کچھ اس طرح سے ہے کہ گویا میں جنت میں داخل ہو گیا ہوں اور جنت کے نظارے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کر رہا ہوں۔ بعد ادائیگی نماز جب یہ نوجوان اپنے گھر چلا گیا اور بغرضِ تلاوت اپنی ماں سے قرآن شریف مانگا تو نہ صرف اس نے انکار کر دیا بلکہ اس سے ناراضگی کا بھی اظہار کیا۔ دُعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اس نوجوان کو استقامت بخشے اور ان سب مخالفتوں کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

الغرض یہ چند شیریں ثمرات اور رُوح پرور واقعات ہیں جو محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب کی آمد با سعادت پر خود میری آنکھوں نے ملاحظہ کئے۔ اللہ تعالےٰ صاحبزادہ صاحب موصوف کے اس بابرکت سفر کے مزید خوشکن اور بہترین نتائج برآمد کرے۔ اور اہلِ وادی کو گروہ درگروہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین ۞

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ قادیان کے ایام بہت قریب آ رہے ہیں۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ پر تشریف لانے والے مہمانوں کو اپنا مہمان قرار دیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے لئے اپنا چندہ جلسہ سالانہ جلد ادا کر کے ممنون فرمادیں۔

ناظر بیت المال آمد قادیان

قسط نمبر ۲

فہرست وعدہ جات نصرت جہاں ریزرو فنڈ!

وہ خوش نصیب احباب جن کو اپنے آقا دام امام ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی آواز پر لبیک کہنے کی توفیق ملی ہے اُن کے نام بغرضِ دُعا شائع کئے جارہے ہیں. اور یہی فہرست حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں بھی پیش کر دی گئی ہے. اللہ تعالیٰ ان کی قربانی کو قبول فرمائے اور ایفائے عہد کی توفیق عطا کرے آمین.

ناظر بیت المال (آمد) قادیان

مکرم پروفیسر عزیز احمد صاحب	جائے باسہ (بہار)	۵۰۰ — ۰۰
〃 محمد یوسف صاحب زیروی	گلبرگہ	۵۰۵ — ۰۰
〃 ڈاکٹر عبد الحلیم صاحب	حیدرآباد	۵۰۰ — ۰۰
〃 مرزا شریف احمد بیگ صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 منشی عبد القدیر صاحب	اودے پور	۵۰۰ — ۰۰
〃 ڈاکٹر محمد عابد صاحب	شاہجہانپور	۵۰۰ — ۰۰
〃 مرزا شبیر علی بیگ صاحب	مانکا گوڈا	۲۰۰۰ — ۰۰
〃 حیدر خان صاحب	حیدرآباد	۵۰۰ — ۰۰
〃 ایم عبد الرشید صاحب	موگرال	۵۰۰ — ۰۰
〃 کے. پی آسو صاحب	کالی کٹ	۲۰۰۰ — ۰۰
〃 ٹی علی صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 اے. پی. کنجا مو صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 اے محمد محی الدین صاحب کویا	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 مولوی محمد ابو الوفا صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 مسعود احمد صاحب دہرہ	کلکتہ	۵۰۰ — ۰۰
〃 فاضل کرم علی صاحب مع فرزندان	حیدرآباد	۵۰۰ — ۰۰
〃 ظفر احمد صاحب ابن میاں محمد حسین صاحب	کلکتہ	۵۰۰ — ۰۰
〃 محمد جہانگیر صاحب.		۵۰۰ — ۰۰
〃 میاں عبد المجید صاحب دہرہ	•	۵۰۰ — ۰۰
〃 میاں محمد حسین صاحب	کلکتہ	۵۰۰۰ — ۰۰
〃 ظفر احمد صاحب ابن سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی مرحوم	〃	۵۰۰۰ — ۰۰
〃 شرافت احمد خان صاحب	〃	۲۰۰۰ — ۰۰
〃 شہزادہ پرویز صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 مظفر احمد صاحب دہرہ	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ای محمود احمد صاحب مالاباری	〃	۵۰۰ — ۰۰
مکرمہ اختر السلام صاحبہ اہلیہ محمد سعید صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
مکرم سید بشیر احمد صاحب کٹکی	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 مولوی محمد سلیم صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 چوہدری محمود احمد صاحب. چوہدری منیر احمد صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 منشی محمد شمس الدین صاحب.	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 عبد الغنی صاحب	دینہ کنٹہ	۵۰۰ — ۰۰
〃 سید ذکیہ الدین صاحب	سونگھڑہ	۵۰۰ — ۰۰
〃 عبد الحلیم خان صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ذو الفقار علی خان صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 عبد الفضل خان صاحب ازہرولین	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ٹی الباری صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 بیر نصرت علی صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 شیخ بدر الدین احمد صاحب	کینڈرہ پاڑہ	۵۰۰ — ۰۰
〃 سید غلام ابراہیم صاحب مع اہلیہ کلثوم بیگم صاحبہ	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ایم ابراہیم صاحب ییلنگاڈی	ییلنگاڈی	۵۲۵ — ۰۰
〃 بی حبیب احمد صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 بی عبد السلام صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰

مکرم ایس وی قمر الدین صاحب	ییلنگاڈی	۵۰۰ — ۰۰
〃 ایم زین الدین صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ڈاکٹر منصور احمد صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 شیر علی صاحب	سورو	۵۰۰ — ۰۰
〃 صادق علی صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 شیخ عمر علی صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 ڈاکٹر آدم علی بیگ صاحب	نیاگڑھ	۵۰۰ — ۰۰
〃 فضل صادق صاحب	خوردہ	۳۰۰ — ۰۰
〃 مبشر احمد صاحب	〃	۲۰۰ — ۰۰
〃 شمس الحق صاحب پنکال	پنکال	۳۰ — ۰۰
〃 حمید خان صاحب	〃	۲۰ — ۰۰
〃 دیار محمد صاحب	〃	۲۰ — ۰۰
〃 محمد مکرم علی صاحب	〃	۳۰ — ۰۰
〃 محمد مظفر علی صاحب مع اہلیہ و بہو	〃	۴۰ — ۰۰
〃 محمد فرقان علی صاحب	〃	۴۰ — ۰۰
〃 عبد الستار خان صاحب	〃	۱۵ — ۰۰
مکرمہ طیبرا بی بی صاحبہ اہلیہ فرقان علی صاحب	〃	۱۰ — ۰۰
〃 بیرا بی بی صاحبہ اہلیہ محمد قمر علی صاحب مرحوم	〃	۱۵ — ۰۰
〃 راحتن بی بی صاحبہ اہلیہ محمد لطیف الرحمن صاحب	〃	۱۰ — ۰۰
〃 ریشماً بی بی صاحبہ	〃	۱۰ — ۰۰
〃 رحمت بیگم صاحبہ	〃	۲۰ — ۰۰
〃 طاہرہ خاتون صاحبہ اہلیہ محمد عبد المنان صاحب	〃	۲۰ — ۰۰
〃 حفیظہ خاتون صاحبہ	〃	۱۰ — ۰۰
〃 کبریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ دربار خان صاحب مرحوم	〃	۱۰ — ۰۰
〃 زہرہ بی بی صاحبہ مرحومہ والدہ عبد المنان صاحب	〃	۱۵ — ۰۰
مکرم محمد اکبر صاحب ابن محمد مظہر علی صاحب مرحوم	〃	۵ — ۰۰
〃 سکندر خان صاحب مع اہل و عیال	〃	۱۰ — ۰۰
〃 حنیف خان صاحب 〃 〃 〃	〃	۱۵ — ۰۰
〃 کالے خان صاحب	〃	۱۰ — ۰۰
مکرمہ بیری بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم علی صاحب	〃	۱۰ — ۰۰
〃 تنو بی بی صاحبہ	〃	۱۰ — ۰۰
مکرم نواب الدین خان صاحب	〃	۲۰ — ۰۰
〃 مرزا آدم علی بیگ صاحب	کیرنگ	۵۰۰ — ۰۰
〃 جبار الحق صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 نصیر الدین خان صاحب مع اہلیہ	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 مصلح الدین خان صاحب	〃	۵۰۰ — ۰۰
〃 بشیر خان صاحب	〃	۲۰۰ — ۰۰
〃 آفتاب الدین خان صاحب	〃	۲۰۰ — ۰۰
〃 غلام محمد صاحب خان	〃	۱۰۰ — ۰۰
〃 مولوی محمد محسن خان صاحب	〃	۱۰۰ — ۰۰
〃 ممتاز علی خان صاحب	〃	۱۰۰ — ۰۰

(باقی آئندہ انشاء اللہ تعالیٰ)

ذکرِ الٰہی

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو
(المصلح الموعودؓ)

از مکرم مولوی سید محمد موسےٰ صاحب مبلغ جماعت احمدیہ سونگھڑہ (اڑیسہ)

ارشادِ ربانی ہے :-

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَعْمٰى ۝ (طٰهٰ ع)

یعنی جو شخص میرے ذکر سے اعراض کرے گا۔ اُسے تکلیف والی زندگی ملے گی۔ اور قیامت کے دن ہم اسے اندھا اٹھائیں گے۔ قریباً اسی مضمون کا ایک الہام حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ہوا ہے جو دل کو لرزا دینے والا اور جسم میں کپکپی پیدا کر دینے والا ہے۔ الہام کے الفاظ یہ ہیں " مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ نَبْتَلِيْهِ بِذُرِّيَّةٍ فَاسِقَةٍ مُلْحِدَةٍ يَمِيْلُوْنَ اِلَى الدُّنْيَا وَلَا يَعْبُدُوْنَنِيْ شَيْئًا " (تذکرہ صفحہ ۴۱۹)

یعنی جو شخص میرے ذکر سے اعراض کرے گا ہم اُسے ایسی فاسق اولاد کے غم میں مبتلا کریں گے جس کی زندگی ملحدانہ ہوگی اور جو دنیا پر گرے گی۔ اور جسے میری پرستش سے کچھ بھی سروکار نہیں ہوگا۔

حقیقت بھی یہی ہے کہ ذکرِ الٰہی سے ہی مومنین کے دل اطمینان پکڑتے ہیں اور ان کی روح کو تسکین حاصل ہوتی ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ایک جگہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ "

یعنی جو ایمان لاتے ہوں اور ان کے دل اللہ کی یاد سے اطمینان پاتے ہوں دراصل ایمان کی نشانی یہی ہے کہ اللہ کے یاد سے دل مطمئن ہو۔ پھر آگے فرمایا:-

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ (سورہ رعد)

یعنی سنو! اللہ ہی کی یاد سے دل مطمئن ہوتے ہیں۔

لہٰذا ذکرِ الٰہی کے بغیر نہ ایمان کامل ہوتا ہے اور نہ ہی اطمینانِ قلب حاصل ہوتا ہے۔ انسانی پیدائش کی اصل غرض یہ ہے کہ اس کو خدا مل جائے۔ اور جب بندے کو خدا مل جاتا ہے تو اس کی ہر قسم کی بے چینی اور بے قراری دور ہو جاتی ہے۔ اور اطمینانِ قلب حاصل ہو جاتا ہے۔ اس کے برعکس جو لوگ صرف دنیا کی جستجو میں رہتے ہیں۔ جوں جوں انہیں دنیوی عیش و آرام میسر آتے ہیں توں توں ان کی بے چینی و اضطرابی کیفیت بھی بڑھتی جاتی ہے۔

اللہ تعالیٰ کی خوشنودی یا ناراضگی کا مشاہدہ کرنے کے لئے ہمیں ان لوگوں کی زندگیوں پر نظر ڈالنی چاہیئے جنہوں نے خدا تعالیٰ سے دلی تعلق قائم کیا یا جنہوں نے اپنی بدبختی سے کامل طور پر خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق منقطع کر لیا۔ ان دونوں جگہوں پر اللہ تعالیٰ کی تجلّی مختلف طور پر اور مختلف صورتوں میں کام کرتی ہوئی دکھائی دیتی ہے۔ گویا ایک طرف جنت اور ایک طرف دوزخ کا نظارہ سامنے آ جاتا ہے۔

جنت کے نظارے تو دل کو تسکین اور اطمینان دینے والے ہوتے ہیں۔ جبکہ دوزخ کا نظارہ انتہائی خوفناک اور روح فرسا ہوتا ہے۔ اور یہ جنت اور دوزخ کے نظارے ہمیں اسی دنیا میں انبیاء کرام کے متبعین اور غیر متبعین کے درمیان نظر آتے رہتے ہیں۔ متبعین کی جنت اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ ان کے دل اطمینان پکڑتے جاتے ہیں۔ اور ان کی روح کو روحانی غذا سے تسلی ملتی جاری ہوتی ہے۔ سچ ہے:-

وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ۔ (الرحمٰن)

اور نافرمانوں کی دوزخ بھی اسی دنیا سے شروع ہو جاتی ہے۔ دنیاوی حرص وطلب بڑھتی چلی جاتی ہے۔ جو ان کے دل و دماغ کو رفتہ رفتہ جھلستی رہتی ہے۔ اور یہ لوگ اس گروہ میں شامل ہو جاتے ہیں جس کا ذکر اس آیت میں کیا گیا ہے:-

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ۔ (بنی اسرائیل)

یعنی جو اس دُنیا میں اندھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھتا اور اس کو یاد نہیں کرتا، وہ ایک قسم کا اندھا ہی ہے۔ جو آخرت میں بھی اندھا ہوگا۔ اور سب سے بڑھ کر بے راہ ہوگا۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ بنی نوع انسان کے ایک حصہ کی بد اخلاقی، بدکرداری، دنیا طلبی اور اخلاقی موت کو مشاہدہ کرتے ہوئے اپنے رحم وکرم کے ماتحت انبیاء کرام کو بھیجتا ہے تاکہ ان کے ذریعہ سے بارانِ رحمت نازل کر کے مُردہ دُنیا کو پھر سے زندگی عطا کرے۔ مگر افسوس کہ آیتِ کریمہ کے مطابق کہ:-

يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَاْتِيْهِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ۔ (یٰسین)

افسوس ہے اس اندھی دُنیا کے فرزندان ناخلف پر کہ جب کبھی بھی ہمارا کوئی رسول ان کے پاس آتا ہے وہ اس طرف توجہ نہیں کرتے وہ اپنی آنکھیں پھیر لیتے ہیں۔ اور آسمانی فیض سے منہ موڑ لیتے ہیں۔ نہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سنتے ہیں اور نہ اس پر عمل کرتے ہیں اور اس طرح وہ اس حکمِ قرآنی کے مورد ہو جاتے ہیں کہ:-

وَلَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ۔

یعنی اُن کے دل تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سمجھتے نہیں۔ ان کی آنکھیں تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ دیکھتے نہیں۔ اور ان کے کان تو ہیں مگر ان کے ذریعہ سے وہ سُنتے نہیں۔ وہ لوگ، چارپایوں کی طرح ہیں۔ بلکہ ان سے بھی بدتر۔ غرض کہ اس قسم کی سینکڑوں مثالیں ہیں جن سے دُنیا داروں نے اعراض کیا۔ اور اس کا خطرناک نتیجہ بھی انہیں دیکھنا پڑا۔ مثلاً

حضرت آدم علیہ السلام سے ابلیس لعین نے اعراض کیا اور اس کا مزہ اس کو چکھنا پڑا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی باتوں کی نمرود نے مخالفت کی اور اس کا خمیازہ انہیں بھگتنا پڑا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی فرعون نے نافرمانی کی اور اس کو پانی کی تہ میں غرق ہونا پڑا۔ حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا مقابلہ ابوجہل۔ ابولہب۔ عتبہ۔ شیبہ وغیرہم نے کیا۔ اور وہ نیست و نابود ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ مولوی نذیر حسین دہلوی۔ مولوی محمد حسین بٹالوی، مولوی رشید احمد گنگوہی، پیر مہر علی شاہ گولڑوی، اور مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہم سینکڑوں مولویوں نے ٹھٹھا۔ ہنسی۔ مذاق کیا اور ذلیل و خوار اور تباہ و برباد ہوئے۔ غرض کہ یہ تو بڑے بڑے نشانات ہیں جو خدا اور خدا کے ماموروں سے اعراض کرنے والوں کے حق میں صادر ہوئے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار۔

خاکسار یہاں ایک موٹی بات پیش کرنا چاہتا ہے جس سے دنیا بالعموم اعراض کر رہی ہے اور جس کی اسلام نے بار بار تاکید کی ہے۔ اور وہ ذکرِ الٰہی ہے۔ عموماً لوگ اس سے بے خبر ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنے پیارے محبوب اور ودود خدا کو یاد کرتے ہیں؟ کتنے ہیں جو اس کی یاد کو اپنے دل کے لئے تسکین کا موجب بناتے ہیں؟ کتنے ہیں جو اپنے پیارے کی یاد سے اپنے سینہ و دل کو گرماتے ہیں۔ کتنے ہیں جو اپنی خلوت کی گھڑیوں میں اپنے محبوب کی یاد سے لطف اندوز ہوتے ہیں؟

اس سلسلہ میں اوّل العاشقین والذاکرین حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے بروزِ کامل حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سوانح پاک کو دیکھئے کہ کس طرح اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے ہر وقت، اس کی محبت کے نشے میں مخمور و سرشار نظر آتے ہیں۔ پھر قرآن مجید۔ احادیث۔ اور خلفاء کی تعلیمات و خطبات کا مطالعہ کیجئے کہ ذکرِ الٰہی سے اعراض کرنے کی بناء پر کس قدر وعید شدید آئی ہے۔ اور ذکرِ الٰہی کے ورد پر کس قدر تاکید اور بشارتیں دی گئی ہیں۔

اسی ضمن میں چند آیات قرآن مجید درج ذیل ہیں، اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

(۱) وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً ۔ (اعراف)

یعنی خدا تعالیٰ کا انتہائی تضرّع سے اور ڈرتے ڈرتے ذکر کیا کرو۔

(۲) فَاذْكُرُوا اللّٰهَ قِيٰمًا وَّقُعُوْدًا وَّعَلٰى جُنُوْبِكُمْ (نساء)

یعنی اللہ تعالےٰ کو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے بھی یاد کیا کرو۔

(۳) وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا۔

(مزمل)

اے مخاطب! اپنے رب کا ذکر کر اور سب تعلقات کو توڑ کر اسی کا ہو جا۔

(۴) فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ

(سورۃ بقرہ)

یعنی اے لوگو! تم مجھے یاد کیا کرو میں بھی تمہیں یاد کروں گا۔ اور میرا شکر کرو اور کفرانِ نعمت نہ کرو۔

(۵) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا وَّسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا۔

(احزاب)

اے مومنو! تم اللہ تعالےٰ کا کثرت سے ذکر کرو۔ اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہا کرو۔

(۶) يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَلَآ اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ۔ (المنافقون)

اے ایماندارو! تم کو مال اور اولاد اللہ تعالےٰ کے ذکر سے نہ غافل کر دے

(۷) وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ۔

یعنی اے لوگو! اچھی طرح سمجھ لو کہ اللہ تعالیٰ کا ذکر تمام عبادتوں سے بڑھ کر ہے۔

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چند مبارک کلمات ملاحظہ فرمائیے آپؐ فرماتے ہیں:-

(۱) "مثل الذی یذکر ربّہٗ والذی لا یذکر مثل الحیّ والمیّت۔"

یعنی جو اللہ کا ذکر کرے اور جو نہ کرے ان کی مثال مُردہ اور زندہ کی سی ہے۔ یعنی جو اللہ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مُردہ ہے۔

(۲) ایک جگہ حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

"کلمتان حبیبتان الی الرحمٰن خفیفتان علی اللسان ثقیلتان فی المیزان سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔"

یعنی دو کلمے ہیں جو خدا کو بہت پیارے ہیں۔ زبان پر ہلکے ہیں اور اعمال کے ترازو میں بھاری ہیں۔ اور وہ یہ ہیں سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم۔

(۳) ایک حدیث میں آتا ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ صحابہ کرامؓ سے فرمایا کہ کیا میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو سونے چاندی کے خرچ کرنے، جہاد کرنے اور اس کی راہ میں شہید ہو جانے سے بھی بہتر ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں یا رسول اللہ! آپؐ نے فرمایا "ذکرِ الٰہی" یعنی اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کیا کرو۔

(۴) ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک چیز کو صاف کرنے والی کوئی چیز ہوتی ہے۔ تم یاد رکھو کہ دل کو صیقل کرنے والا صرف اللہ تعالےٰ کا ذکر ہے۔

(۵) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسولِ اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اللہ کے چند فرشتے ایسے ہیں جو راستوں میں ذکر کرنے والوں کو ڈھونڈتے پھرتے ہیں۔ اور جب ان کو اللہ کا ذکر کرنے والے مل جاتے ہیں تو وہ اپنے ساتھی فرشتوں کو پکارتے ہیں کہ آؤ اپنی حاجت کی طرف۔ حضورؐ نے فرمایا، یہ فرشتے ان لوگوں کو اپنے پروں سے دنیا کے آسمان تک ڈھانک لیتے ہیں۔ پھر ذکر کی مجلس برخاست ہونے کے بعد جب یہ فرشتے اپنے مقام پر پہنچتے ہیں تو خدا تعالےٰ ان سے دریافت کرتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ واقف ہوتا ہے کہ میرے بندے کیا کہہ رہے تھے؟ یہ کہتے ہیں خدایا تیری تسبیح و تکبیر اور حمد و ثنا کر رہے تھے۔ خداوند تعالےٰ فرماتا ہے اے فرشتو کیا انہوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں واللہ انہوں نے تجھ کو نہیں دیکھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے پھر اگر وہ مجھ کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر وہ تجھ کو دیکھتے تو نہایت شدت سے تیری حمد و ثنا اور تقدیس کرتے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے فرشتو! وہ مجھ سے کس چیز کا سوال کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں وہ تجھ سے جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انہوں نے جنت کو دیکھا ہے جو اس کی طلب کرتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں دیکھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر دیکھتے تو کیا ہوتا؟ تو فرشتے کہتے ہیں اگر وہ اس کو دیکھتے تو بہت شدت سے اس کی خواہش کرتے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہتا ہے وہ پناہ کس چیز سے مانگتے ہیں؟ فرشتے کہتے ہیں دوزخ سے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے انہوں نے دوزخ کو دیکھا ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اگر اس کو دیکھتے تو کیا ہوتا؟ فرشتے کہتے ہیں اگر اس کو دیکھتے تو اس سے بھاگتے اور بہت ہی خوف کرتے۔ پھر اللہ تعالےٰ فرماتا ہے اے فرشتو! میں تمہیں گواہ کرتا ہوں کہ ان لوگوں کو میں نے بخشا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ ان ذکر کرنے والے لوگوں میں ایک شخص ذکر کرنے والا نہ تھا بلکہ کسی ضرورت سے وہاں چلا گیا تھا۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے وہ یعنی ذکر کرنے والے ایسے لوگ ہیں جن کا ہم نشین محروم نہیں رہتا۔

غرض کہ قرآن کریم اور احادیث کے بعد جب ہم حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کی کتب کا مطالعہ کرتے ہیں اور آپ کے الہامات کو دیکھتے ہیں تو اس میں بار بار اور شدت کے ساتھ ذکرِ الٰہی کی تاکید پاتے ہیں۔ چنانچہ ایک الہام تو وہ ہے جو شروع مضمون میں درج ہے۔ اور جس میں اللہ تعالےٰ نے حضرت مسیح موعودؑ کو بتایا ہے کہ جو لوگ میرے ذکر سے مُنہ موڑیں گے ہم انہیں ایک ایسی فاسق اور خبیث اولاد کے غم میں مبتلا کریں گے جو فاسقانہ زندگی بسر کرنے والی ہوگی۔ جو دنیا پر کتوں اور گدھوں کی مانند گرے گی۔ انہیں خدا تعالےٰ کی پرستش اور اس کی عبادت سے کوئی سروکار نہ ہوگا یہ اس قدر وعید شدید ہے جس پر نظر ڈالنے کے بعد ایک لمحہ کے لئے بھی باور نہیں کیا جا سکتا کہ کوئی احمدی اس طرف متوجہ نہ ہو۔ جبکہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعودؑ کے الہامات میں سے ایک الہام یہ بھی ہے کہ "عَفَتِ الدِّيَارُ كَذِكْرِيْ"۔ یعنی اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ ہم نے بعض شہروں کو اس طرح مٹا دیا جس طرح کہ ان کے دلوں سے ہماری یاد مٹ گئی تھی۔

لہٰذا جس گھر میں خدا کا ذکر ہو جس دِل میں اس کی یاد ہو، اور جس سر میں اس کا سودا ہو وہی گھر، وہی دل، اور وہی سر بابرکت ہوا کرتے ہیں جو خدا کی نگاہ میں عزت کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں۔ مگر جس گھر میں اور جس دل میں اس کی یاد نہیں وہ ایک لاشہ بے جان ہے جس میں رُوح نہیں۔ وہ ایک ویرانہ ہے جس میں آبادی نہیں۔ اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہٗ نے فرمایا ہے کہ ؎

یاد جس دل میں ہو اس کی وہ پریشان نہ ہو
ذکر جس گھر میں ہو اس کا کبھی ویران نہ ہو

اسی غرض سے حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبات میں بار بار تاکید فرماتے ہوتے ذکرِ الٰہی پر زور دیا ہے اور خصوصًا حضرت مسیح موعودؑ کے اس الہام کا کثرت سے ورد کرنے کی تلقین فرمائی ہے کہ "سبحان اللہ وبحمدہٖ سبحان اللہ العظیم اللّٰھم صلّ علیٰ محمدٍ و اٰلِ محمدٍ"۔

اللہ تعالےٰ ہمیں اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر وقت اس کا ورد کرتے رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

اعلاناتِ نکاح

مورخہ ۱۷ر ماہ تبوک مطابق ۱۷ر ستمبر ۱۹۷۰ء بعد از نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ یاری پورہ میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوت و تبلیغ نے مندرجہ ذیل نکاحوں کے اعلان فرمائے:-

—(۱)—

عزیزہ عائشہ صدیقہ سلمہا بنت مکرم خواجہ عبد السلام صاحب ٹاک ساکن یاری پورہ کا نکاح بعوض مبلغ ڈیڑھ ہزار روپیہ حق مہر عزیزم احسان اللہ ٹاک سلمہٗ ولد مکرم خواجہ عبد المجید صاحب ٹاک ساکن یاری پورہ کے ساتھ۔ اور

—(۲)—

عزیزہ امۃ الرحمٰن سلمہا بنت مکرم حکیم میر غلام محمد صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ یاری پورہ کا نکاح عزیزم میر عبد الرحمٰن صاحب سلمہٗ ولد مکرم میر غلام رسول صاحب سکنہ یاری پورہ کے ساتھ ——— احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ ان ہر دو رشتوں کو جانبین کے لئے بابرکت اور مثمر ثمراتِ حسنہ بنائے۔ آمین۔

خاکسار:
عبد السلام ٹاک۔ یاری پورہ (کشمیر)

نوٹ:- مکرم عبد السلام صاحب ٹاک نے اس خوشی میں مبلغ پندرہ (۱۵) روپے بطور شکرانہ اعانتِ بدر میں ارسال کئے ہیں فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ایدہ اللہ کا دورہ کشمیر بقیہ صفحہ ۱

کئی دیہات باآسو۔ ماندوجن۔ زوراد۔ کاٹھ پورہ وغیرہ بھی تشریف لے گئے۔

اس دورہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تاریخی دورۂ افریقہ کے قریباً دو صد فوٹو بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جو ہر جماعت کے مخلصین کو دکھائے جاتے رہے۔ تاکہ انہیں دورۂ افریقہ کی اہمیت اور احمدیت کے اثر و نفوذ کا علم ہو سکے۔ چنانچہ سب جماعتوں کے احباب ان تصویروں کو دیکھ کر بہت محظوظ اور متاثر ہوئے۔

۲۹ اگست کو آسنور کے لئے روانگی تھی۔ چنانچہ قریباً چار بجے شام یاڑی پورہ کے مخلصین نے حضرت صاحبزادہ صاحب کو دلی دعاؤں اور پُرنم آنکھوں سے رخصت کیا۔ اور وفد آسنور کو روانہ ہوا۔ راستہ میں کولگام کے مقام پر ایک B.D.O. صاحب نے جو خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت کے بہت قریب ہیں حضرت صاحبزادہ صاحب کو چائے کی دعوت دے رکھی تھی۔ چنانچہ وہاں پہنچے تو B.D.O. صاحب نے اپنے بعض دوست افسران کو بھی مدعو کر رکھا تھا۔ ان افسران کے ساتھ صاحبزادہ صاحب تبلیغی گفتگو فرماتے رہے اور جماعتِ احمدیہ کی اسلامی خدمات کا ذکر ہوتا رہا اس کے علاوہ دورۂ افریقہ کے فوٹو بھی انہیں دکھائے گئے۔

آسنور کولگام سے قریباً ۱۶ میل پر واقع ہے۔ یہ گاؤں اور اس سے ملحقہ گاؤں کوریل جو آسنور کا ہی ایک حصہ ہے پورے کا پورا احمدی آبادی پر مشتمل ہے۔ اور خدا کے فضل سے یہاں خاصی بڑی جماعت ہے۔ یہ جماعت اپنے پروگرام کے مطابق مغرب کی نماز سے بہت قبل ہی سڑک پر جمع ہو کر خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس افراد کے استقبال کے لئے ہمہ تن منتظر تھی۔ چونکہ کولگام میں B.D.O. صاحب کے پاس کافی دیر تک رک جانے کی وجہ سے تاخیر ہو گئی تھی۔ اسلئے جیسا کہ مکرم برادرم خواجہ سعید احمد صاحب ڈار صدر جماعت احمدیہ آسنور نے بتایا، جماعت کے دوست سخت بے چین اور مضطرب تھے۔ اور تاخیر کی وجہ سے متفکر تھے۔

قریباً سوا سات بجے شام حضرت صاحبزادہ صاحب کی کار وہاں پہنچی تو ایک عجیب نظارہ نظر آیا۔ آسنور اور کوریل کی دونوں بستیوں کے تمام افراد، مرد اور عورتیں اور بچے ایک لمبی قطار میں ہاتھوں میں پھولوں کے ہار اور مشعلیں لئے کھڑے تھے۔ حدِ نگاہ تک لمبی قطار تھی۔ جونہی حضرت صاحبزادہ صاحب کار سے اُترے ایک پُرجوش ہجوم نے استقبالیہ نعروں سے گونج پیدا کر دی۔ محبت، عقیدت اور والہیت کا عجیب سماں تھا۔ جماعت کے دوست چونکہ کئی گھنٹوں سے انتظار کر رہے تھے اسلئے صاحبزادہ صاحب کی زیارت کے لئے وہ انتظار بے چینی میں ڈھل گیا تھا۔ چنانچہ بار بار ہجوم بے قابو ہو کر حضرت صاحبزادہ صاحب کی طرف بڑھتا تھا۔ جسے مکرم ڈار صاحب اور دوسرے منتظمین روکنے اور نظم کو برقرار رکھنے کی کوشش کرتے تھے مگر دریاؤں کے سیلاب تو بند باندھنے سے روکے جا سکتے ہیں۔ محبت کے سیلاب ان بندوں کو توڑ دیتے ہیں۔ ہر شخص کی بتقاضائے محبت یہ خواہش تھی کہ وہ سب سے پہلے صاحبزادہ صاحب سے معانقہ کی سعادت حاصل کرے۔ محبت کے مظاہرے بھی عجیب ہوتے ہیں۔ جسے مصافحہ کا موقعہ نہ ملتا تھا وہ صاحبزادہ صاحب کے بازوؤں، شانوں، چہرے سینے اور پشت کی طرف ہاتھ بڑھاتا تھا۔

آسنور پہنچتے ہی مغرب و عشاء کی نمازیں مسجد احمدیہ میں ادا کی گئیں اور اس کے بعد مقامی جماعت کی طرف سے حضرت صاحبزادہ صاحب کی خدمت میں ایڈریس پیش کیا گیا۔ جس میں خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ عقیدت اور خلافت کے ساتھ گہری وابستگی کا اظہار کیا گیا۔ اس کے جواب میں صاحبزادہ صاحب نے جماعت کو نظم و ضبط اور اشاعتِ اسلام کے لئے قربانیاں کرتے رہنے اور اپنی اولادوں کو اسی لائن پر تیار کرنے کی تلقین فرمائی۔

۳۰ اگست کو جماعت آسنور نے ایک پبلک جلسہ کا انتظام کیا۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق بعد دوپہر سیرت النبی صلعم کا جلسہ بڑی شان سے کوریل سے ملحقہ میدان میں منعقد ہوا۔ جو سڑک کے کنارے واقع ہے۔ جلسہ میں آسنور اور کوریل کے علاوہ ارد گرد کی جماعتوں کے احباب بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔ تلاوت و نظم کے بعد مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل نے تعارفی تقریر کی اور اس کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شانِ اقدس میں ایک پُرجوش اور وجد آفرین تقریر کی۔ حضور صلعم کی سیرت کے کئی ایمان افروز پہلو بیان کرنے کے بعد آپ نے فرمایا کہ اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص تقدیر کے ماتحت حضور صلعم کے ایک غلام حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ کی بعثت کی سب سے بڑی غرض یہ ہے کہ اسلام کا احیاء کیا جائے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند ترین روحانی مقام کو دنیا میں واضح کرکے اس کرۂ ارض پر بسنے والے ایک ایک فرد کو محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم کے قدموں میں لا ڈالا جائے۔ اور یہی کام جماعت احمدیہ اسی سال سے انجام دے رہی ہے۔ اور اس وقت تک دیتی رہے گی جب تک کہ ساری دنیا یہ تسلیم نہیں کر لیتی کہ آج روئے زمین پر سب سے زیادہ پیارا سب سے زیادہ قابلِ عمل اور سب سے زیادہ نجات دہندہ مذہب اسلام ہے۔ اور ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں میں سے سب سے زیادہ افضل نبی محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔

آپ نے خاص طور پر غیر احمدی علماء کے اس شرارت آمیز بہتان کا جواب دیا کہ گویا خدا نخواستہ جماعتِ احمدیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل تھے۔ آپ نے فرمایا، تعجب ہے کہ غیر احمدی علماء دیانت و امانت سے بالکل تہی ہو کر ہمارے خلاف یہ الزام تراشی کرتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تو خود فرمایا ہے کہ

اُس نور پر فدا ہوں اُس کا ہی مَیں ہُوا ہوں
وہ ہے مَیں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نُور سارا!
نام اس کا ہے محمد دلبر مرا یہی ہے

پس ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک غلام تھے اور یہی آپ کا دعویٰ تھا۔ اور یہی ہمارا عقیدہ ہے۔ مَیں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس کھلے سٹیج سے یہ اعلان کر دوں کہ محمد عربی صلے اللہ علیہ وسلم ہی دنیا کے نجات دہندہ ہیں۔ اسلام ہی آخری مذہب ہے اور قرآن کریم ہی آخری شریعت ہے۔ بفضلہ تعالیٰ آپ کی یہ تقریر نہایت مؤثر اور پُرجوش تھی۔ اور سامعین کے دلوں کے اندر اُترتی چلی گئی۔

یکم ستمبر کو حضرت صاحبزادہ صاحب مع محترمہ بیگم صاحبہ و صاحبزادگان و خدام اہرہ بل تشریف لے گئے۔ جو آسنور سے قریباً پانچ میل کے فاصلہ پر پہاڑی کے دامن میں ایک سرسبز مقام ہے۔ اہرہ بل کے چھوٹے سے بنگلے میں دو رات قیام رہا۔ اسی اثناء میں آپ اہرہ بل سے اُوپر پہاڑی راستہ پر پیدل کُنگ ووٹن کے مقام پر بھی تشریف لے گئے۔ جہاں ایک خوبصورت قدرتی چشمہ ہے۔

یہ بات میرے ذہن سے نکل گئی کہ ۳۱ اگست کو آپ صوفن نامن۔ گاگرن اور مانلو تشریف لے گئے۔ صوفن نامن مکرم مولوی احد اللہ صاحب مولوی فاضل کا گاؤں ہے۔ انہی کی دعوت پر صاحبزادہ صاحب وہاں تشریف لے گئے تھے۔

۳ ستمبر کا دن ایک نیا تجربہ اپنے جلو میں لئے حضرت صاحبزادہ صاحب کا انتظار کر رہا تھا اسی روز آپ نے آسنور سے رشی نگر تشریف لے جانا تھا۔ رشی نگر کا گاؤں بھی پورے کا پورا بفضلہ تعالیٰ احمدی ہے اور مخلص احمدیوں کی جماعت ہے۔ یہ گاؤں پکی سڑک سے ہٹ کر کچی سڑک کے ذریعہ قریباً تین میل کے فاصلے پر ہے۔ جونہی صاحبزادہ صاحب کی کار اس مقام پر پہنچی جہاں سے آگے کچے راستے پر جانا تھا تو ایک عجیب منظر نظر آیا۔ رشی نگر کی جماعت کے بیسیوں مخلصین چالیس گھوڑوں پر سوار سڑک کے موڑ پر دیدہ و دل فرشِ راہ کئے کھڑے تھے۔ بچے بجائے گھوڑے۔ کاٹھیوں پر رنگین منقوش چادریں۔ اور صاف ستھرے کپڑے پہنے سوار ہاتھوں میں مختلف قسم کے جھنڈے لئے ایک برات کی شکل میں یوں ایستادہ تھے جیسے دولہا کے منتظر ہوں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کی زیارت کرتے ہی ان کے دل کی کلیاں کھل گئیں۔ وہ خوشی اور اہتزاز سے بیخود ہو گئے اور پھر یہ قافلہ کچی سڑک پر رشی نگر کو روانہ ہوا۔ آگے آگے کار سبک رفتاری سے جا رہی تھی اور پیچھے گھوڑوں کی ایک طویل قطار تھی۔ اور ایک اچھا خاصہ جلوس بن گیا تھا۔ رشی نگر کے گاؤں کے باہر سڑک پر سینکڑوں مخلصین مرد عورتیں اور بچے خاندانِ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مقدس افراد کے منتظر تھے۔ آپ نے کار سے اُتر کر مردوں اور بچوں سے مصافحہ کیا۔

رشی نگر پہنچتے ہی نماز مغرب و عشاء مسجد احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ صاحب نے جمع کر کے پڑھائیں۔ اور اس کے بعد مقامی جماعت نے ایڈریس پیش کیا جس کا آپ نے مختصر سا جواب دیا۔

۴ ستمبر کو جمعہ تھا۔ اور ساتھ ہی مقامی جماعت نے ایک جلسۂ عام کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ رشی نگر گاؤں سے باہر ایک وسیع میدان میں جمعہ کی نماز ادا کی گئی۔ اور اس کے بعد جلسہ منعقد ہوا۔ (جلسہ کی پوری رپورٹ الگ شائع ہوگی)

۵ ستمبر کو ہاری پاری گام کا پروگرام تھا۔ جو سرینگر سے ۲۵ میل دور ایک گاؤں ہے اور جہاں ایک چھوٹی سی جماعت ہے۔ چنانچہ پروگرام کے مطابق بعد دوپہر ہاری پاری گام کے لئے رشی نگر سے روانگی ہوئی۔ لیکن چونکہ بیج بہاڑہ کے مکرم سید محمد شاہ صاحب سیفی نے حضرت صاحبزادہ صاحب سے درخواست کی تھی کہ آپ ان کے یہاں ایک رات کے لئے قیام فرمائیں اسلئے پروگرام میں یہ تبدیلی کرنا پڑی کہ رات کو بیج بہاڑہ قیام کیا جائے۔ اور ۹ کی صبح کو ہاری پاری گام پہنچا جائے۔ چنانچہ مکرم سید محمد شاہ صاحب کی مخلصانہ دعوت پر رات کا قیام بیج بہاڑہ میں ہوا۔ اور اگلی صبح یعنی ۶ ستمبر کو صبح دس بجے حضرت صاحبزادہ صاحب ہاری پاری گام تشریف لے گئے۔

ہاری پاری گام پہنچتے ہی ہمیں ایک ٹیلیگرام ملا جو قادیان سے مکرم جناب ناظر صاحب اعلیٰ نے حضرت صاحبزادہ صاحب کے نام دیا تھا۔ اور جس میں یہ حکم دیا گیا تھا کہ

"چوہدری فیض احمد کو فوراً واپس قادیان بھجوا دیں"

اس حکم کی تعمیل میں خاکسار اسی وقت حضرت صاحبزادہ صاحب سے اجازت لے کر سری نگر کے لئے روانہ ہو گیا۔ اور ۷ کی صبح کو سرینگر سے روانہ ہو کر ۸ کی صبح کو دارالامان پہنچ گیا۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کے دورہ کی بقیہ رپورٹ کوئی اور صاحب مرتب کرکے بدر کو دیں گے انشاء اللہ۔

میری یہ رپورٹ نامکمل رہے گی اگر میں بطور خاص بعض باتوں کا ذکر نہ کروں۔

(۱) ہم جس جماعت میں بھی گئے وہاں کے مخلصین نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی خیر و عافیت اور صحت کے بارے میں دریافت کیا۔ اور دریافت کرتے وقت ان کے چہروں پر عجیب محبت و عقیدت نمایاں ہوتی تھی جس میں ایک قسم کی بے چینی اور کرب اور حسرت کا امتزاج بھی نظر آتا تھا۔ کہ کاش وہ حضور انور کی زیارت سے مستفید ہو سکیں۔ بہت سے لوگوں نے تمنا کی کہ کاش انہیں جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر پاسپورٹ کی سہولت مہیا ہو سکے اور وہ اپنے پیارے امام سے ملاقات کر سکیں۔

(۲) کشمیری جماعتوں کے تمام دوست نظام خلافت کے ساتھ گہری وابستگی رکھتے ہیں۔ اور بے حد عقیدت و وفاداری کا اظہار ہر جماعت کے احباب نے کیا۔

(۳) جہاں کہیں احمدیہ جماعتیں ہیں انہوں نے باوجود اپنی غربت کے بہت عمدہ اور کشادہ احمدیہ مساجد تعمیر کروا رکھی ہیں۔ مسجدیں جہاں عبادت اور ذکرِ الٰہی کا مقام ہوتی ہیں وہاں جماعت کی تنظیم کا باعث بھی ہوتی ہیں۔ اور اس امر کی شاہد بھی ہوتی ہیں کہ اُن کی تعمیر کرنے والوں کے دلوں میں بیداری، اتحاد اور اجتماعیت کی صفات پائی جاتی ہیں۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے اور مساجد کے وجود سے کما حقہٗ فائدہ اٹھانے کی توفیق بخشے۔

(۴) کشمیری بھائیوں کے اندر بہت سادگی، خلوص اور اپنائیت ہے۔ انہوں نے جہاں بلا استثناء حضرت صاحبزادہ صاحب اور آپ کے اہل و عیال کے ساتھ محبت، خلوص عقیدت اور احترام کا مظاہرہ کیا وہاں مہمانوں کی خدمت میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اللہ تعالےٰ ان سب کو جزائے خیر بخشے۔

(۵) مجھے پہلی مرتبہ کشمیری قوم کے افراد کو قریب سے ان کے وطن میں دیکھنے اور ان کے لباس و معاشرت کو دیکھنے کا موقعہ ملا۔ ان کے چہروں کے نقوش اور خد و خال کو جو بھی شخص بغور دیکھے گا وہ اسی نتیجہ پر پہنچے گا کہ یہی وہ بنی اسرائیل کی گمشدہ بھیڑیں تھیں جن کی تلاش میں حضرت مسیح ناصری علیہ السلام واقعۂ صلیب کے بعد نکل کھڑے ہوئے تھے۔ اور کشمیر میں پہنچ کر ایک طویل عمر پاکر آپؑ نے وفات پائی۔ اور سرینگر کے محلہ خانیار میں دفن ہوئے۔ اور پھر اللہ تعالےٰ نے انہیں اسلام کی گراں بہا نعمت سے بھی نوازا۔ اور اب وہ اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہو کر اسلام کی نشأۃ ثانیہ میں بھی حصّہ دار بن رہے ہیں۔

اللہ تعالےٰ اپنے فضل سے اس دورہ کے بہترین نتائج پیدا فرمائے اور اس کے اثرات کو پھیلائے تا سعید روحیں حقیقی اسلام کی علمبردار بن کر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحیح مقام اور بلند و بالا اور ارفع و اکمل شان کو دنیا کے سامنے پیش کر سکیں۔ اللّٰھم آمین ٭

جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی سالانہ کانفرنس

بمقام رُڑکی

جیسا کہ قبل ازیں اعلان کیا جا چکا ہے کہ امسال جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کی سالانہ کانفرنس مورخہ ۲۵ر اخاء مطابق ۲۵ر اکتوبر بروز اتوار بمقام رڑکی ضلع سہارنپور میں ہو رہی ہے۔ ہمارے مخالفین ہر قیمت پر ہماری کانفرنس کو ناکامیاب بنانے کی کوشش میں ہیں۔ اسلئے جماعت ہائے احمدیہ یو۔پی کے احباب زیادہ سے زیادہ تعداد میں رڑکی حاضر ہو کر کانفرنس کو کامیاب کریں۔ خواہ اپنے کاموں کا ہرج ہی کرکے آنا پڑے اور کچھ خدام کو چند دن قبل رُڑکی بھجوا دیا جاتے تاکہ انتظام میں خدام مدد دے سکیں۔

رڑکی کا پتہ یہ ہے:۔

YAQUB AHMAD SAHIB,
A. 48 Irrigation Research Colony.
ROORKEE (U.P.)

ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

قافلہ زائرین برائے جلسہ سالانہ ربوہ

حسبِ سابق امسال بھی جلسہ سالانہ ربوہ میں شرکت کرنے کے لئے دو صد (۲۰۰) ہندوستانی زائرین کے قافلہ کی منظوری کے لئے حکومتِ ہند کو درخواست دے دی گئی ہے۔ اس قافلہ میں مستورات اور بچے بھی شامل ہو سکیں گے۔

لہذا ربوہ کے بابرکت جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے کی خواہش رکھنے والے احباب مورخہ ۲۵ر اکتوبر ۱۹۷۰ء تک مقامی امیر یا صدر جماعت کے توسط سے نظارت امورعامہ قادیان میں مندرجہ ذیل کوائف کے ساتھ درخواست ارسال فرماویں:۔

نام۔ ولدیت یا زوجیت۔ عمر۔ پیشہ۔ مکمل پتہ۔

عہدیداران جماعت سے درخواست ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعتوں میں بار بار اعلان فرماویں اور درخواستیں بروقت بھجوانے کی کوشش کریں۔

یہ امر یاد رہے کہ پاسپورٹ اپنی اپنی صوبائی حکومتوں سے حاصل کرنے ہوں گے۔ جس کے لئے امید کی جاتی ہے کہ مرکزی حکومت کی طرف سے حسب سابق صوبائی حکومتوں کو ہدایت بھجوا دی جائے گی۔

ناظر امورعامہ قادیان

بہت خیال فرمائیے

اگر آپ کو اپنی کار یا ٹرک کے لئے اپنے شہر سے کوئی پرزہ نہیں مل سکتا۔ اور یہ پرزہ نایاب ہو چکا ہے۔ آپ فوری طور پر ہمیں لکھیئے یا فون یا ٹیلیگرام کے ذریعہ رابطہ پیدا کیجئے۔ کار اور ٹرک پٹرول سے چلنے والے ہوں یا ڈیزل سے ہمارے ہاں ہر قسم کے پُرزہ جات دستیاب ہو سکتے ہیں۔

آٹو ٹریڈرز ۱۶ مینگولین کلکتہ نمبر ۱

Auto Traders 16-Mangoe Lane Calcutta-1

فون نمبر { 23-1652 / 23-5222 } تار کا پتہ { "AUTOCENTRE" }

سپیشل گم بوٹ

جن کے آپ عرصہ سے متلاشی ہیں

مختلف اقسام، دفاع۔ پولیس۔ ریلوے۔ فائر سروسز۔ ہیوی انجینئرنگ کیمیکل انڈسٹریز۔ مائینز۔ ڈیریز۔ بیلڈنگ سٹاپس اور عام ضرورت کے لئے دستیاب ہو سکتی ہیں۔!

گلوب ربڑ انڈسٹریز

★۔ آفس و فیکٹری: ۱۰۔ پربھو رام سرکار لین کلکتہ نمبر ۱۵ فون نمبر ۲۴-۳۲۷۲
★۔ شو روم: ۳۱/۱ ڈبرجیت پور روڈ کلکتہ نمبر ۱ فون نمبر ۳۴-۰۴۰۱
★۔ تار کا پتہ: گلوب ایکسپورٹ "Globe Export"

درخواستِ دُعا

خاکسار کے خسر محترم سید محمود علی صاحب کرنولی ایک لمبے عرصے سے معدہ کے زخم اور ریڑھ کی ہڈی اور گردوں میں تکلیف کے باعث صاحبِ فراش ہیں مناسب علاج و معالجہ سے تاحال کوئی افاقہ نہیں ہوا کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ بزرگان ان کی صحت و سلامتی اور درازیٔ عمر کے لئے خصوصی دعا فرمائیں ممنون ہوں گا۔

خاکسار:۔
محمد کریم الدین شاہد مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان